ہم نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے جو کچھ سنا

[Urdu]

ROYAL COMMISSION OF INQUIRY INTO THE TERRORIST ATTACK ON CHRISTCHURCH MOSQUES ON 15 MARCH 2019

TE KŌMIHANA UIUI A TE WHAKAEKE KAIWHAKATUMA I NGĀ WHARE KŌRANA O ŌTAUTAHI I TE 15 O POUTŪ-TE-RANGI 2019

26 November 2020

هم نے متاثرہ خاندانوں
زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے جو کچھ سنا

اشاعت 26 نومبر 2020

ISBN 978-0-473-54879-7 ((PDF

ISBN 978-0-473-55300-5 (کاغذی جلد)

© کاپی رائٹ 2020

یہ دستاویز یہاں دستیاب ہے:

www.christchurchattack.royalcommission.nz

اسے ECF اور FSC سے تصدیق شدہ کاغذ پر چھاپا گیا
جو تیزاب سے پاک اور قدرتی طور پر گل سڑ جاتا ہے

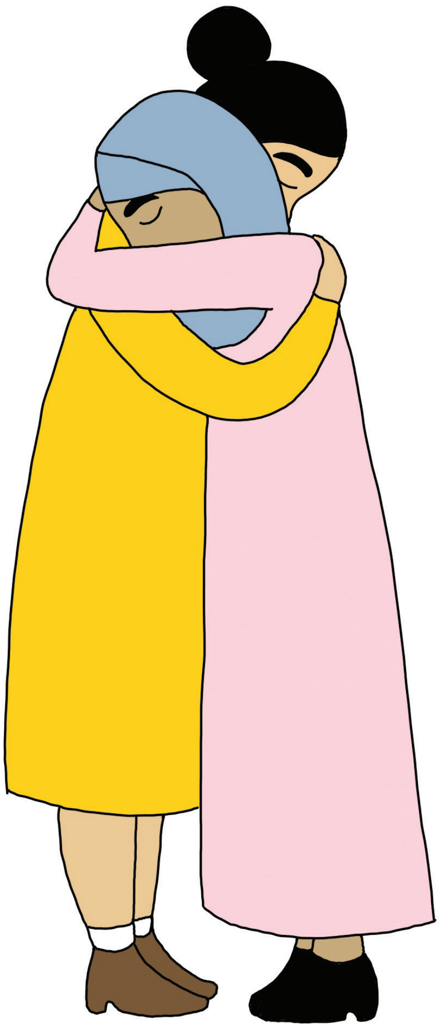

یہ آپ کا گھر ہے

اور آپ کو یہاں محفوظ

ہونا چاہیے تھا

اس تصویر کو مصور روبی جونز نے بطور تحفہ عنایت کیا۔
رائل کمیشن روبی کے فن اور سخاوت کی از حد قدر کرتا ہے

کمشنروں کی طرف سے پیش لفظ

اسلام علیکم

[1] ہم 51 شہداء کے خاندانوں، اور زندہ بچ جانے والوں اور دہشت گرد حملے کے گواہوں اور ان کے خاندانوں کے ساتھ اپنے دل کی گہرائیوں سے تعزیت کے ساتھ آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ تمام تحقیقات کے دوران آپ ہماری سوچوں کا مرکز رہے۔ ہمیں اس کی اہمیت کا آغاز سے ہی علم تھا، لیکن آپ کی کہانیاں، تجربات اور مشاہدات سننے کے بعد اس کے حقیقی معنی سمجھنے اور قدر کرنے میں مزید اضافہ ہوا۔ آپ نے ہمیں دہشت گرد حملے اور اس کے جاری اثرات کی دردناک حقیقت سمجھائی۔ آپ نے جو تجربات ہمارے ساتھ بانٹے ان سے ہمیں جوابات تلاش کرنے کی مزید تحریک ملی، تاکہ یقین دہانی کی جا سکے کہ ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور آپ کو یقین دہانی مہیا کریں کہ نیوزی لینڈ کا نیشنل سیکورٹی سسٹم ٹھیک کام کر رہا ہے۔ ہمارے ساتھ آپ کی ملاقات اور اپنی کہانیاں ہمارے ساتھ بانٹنے کے لیے اپنے دلوں اور گھروں کو کھولنے پر ہم آپ کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔

[2] دہشت گرد حملے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں کو سننے سے ہماری تحقیق کو مدد ملی اور ایسے خوفناک حملے کے بعد بحال ہونے کی حقیقت کے بارے میں بیش قدر بصیرت مہیا ہوئی۔ اس نے ہمارے دلوں کو متاثر کیا اور ہمیں یقین ہے کہ اس نے ہماری رپورٹ کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا۔

[3] ہم ان لوگوں کی بھی قدر کرتے ہیں جنہوں نے، کسی بھی وجہ سے، اپنے تجربات ہمارے ساتھ نہیں بانٹے یا بانٹنے کے قابل نہیں تھے، چاہے وہ یہ محسوس کرتے ہوں کہ وقت اور حالات ان کے لئے مناسب نہیں، یا کوئی اور وجوہات ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک رسمی اور محدود وقت کے عمل میں شمولیت ان تمام لوگوں کی ضروریات کا احاطہ نہیں کر سکتی جو ہمارے ساتھ بات کرنے کے خواہش مند ہو سکتے تھے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں بیان کردہ کہانیاں، تجربات اور مشاہدات دہشت گرد حملے کے 51 شہداء کے تمام خاندانوں اور سب زندہ بچ جانے والوں اور گواہوں کی نمائندگی نہیں کرتیں۔ ہم پڑھنے والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان صفحات کو کھولیں اور دہشت گرد حملے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں سے دستیاب ہونے والی ہماری معلومات پر اظہار خیال کریں۔

جیکی کائن
ممبر

محترم سر ولیم ینگ KNZM
سربراہ

مندرجات

لغت 6

باب 1: سیاق و سباق 8

کرائسٹ چرچ کی مسجدوں پر 15 مارچ 2019 کو ہونے والے دہشت گرد حملے کے لیے تحقیقاتی رائل کمیشن 8

تحقیقات کی حدود 9

تحقیق کی مدت 9

اس دستاویز کا مقصد اور ہمارا عمل 10

ہم نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے کیا پوچھا 13

باب 2: دہشت گرد حملے کا اثر 15

دہشت گرد حملے کے براہ راست اثرات 15

ثانوی اثرات 17

نیوزی لینڈ کی وسیع تر برادریوں کی جانب سے معاونت 18

سرکاری شعبے کی ایجنسیوں سے درست معاونت حاصل کرنا مشکل ہے 18

پالیسیاں اور طریقے بحالی کی ضروریات کو سہارا دینے کے لیے ضروری حد تک حقیقت پسندانہ نہیں 21

باب 3: بطور ایک مسلم نیوزی لینڈ میں زندگی 27

عمومی طور پر نیوزی لینڈ کو مثبت انداز میں دیکھا جاتا ہے، لیکن بڑے پیمانے پر نسل پرستی، امتیاز اور اسلاموفوبیا موجود ہے 27

تعصب کا اثر (لا شعوری یا اس کے علاوہ)، بالخصوص میڈیا میں 29

باب 4: "فرد" کے بارے میں اٹھائے گئے سوالات اور سرکاری شعبے کی ایجنسیاں دہشتگرد کے بارے میں کیا جانتی تھیں 33

باب 5: متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے تجویز کردہ حل 35

مسجد پر اضافی سیکورٹی 35

انسانی حقوق، تنوع کو قبول کرنا اور نقصان دہ انتہا پسندی کے اثرات کو کم کرنا 36

نیوزی لینڈ کے قومی سیکورٹی نظام میں بہتری 38

باب 6: متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کی طرف سے اٹھائے گئے دوسرے معاملات 41

دہشتگرد حملے پر نیوزی لینڈ پولیس کا ردِعمل 41

فوجداری نظام انصاف کے ساتھ "فرد" کے معاملات 42

ضمیمہ: اس دستاویز کی تیاری کا عمل 43

لغت

اصطلاح	تعریف
حجاب	سر ڈھانپنے والا کپڑا جسے چند مسلمان خواتین گھر سے باہر پہنتی ہیں۔
انٹیلیجنس اور سکیورٹی ایجنسیاں	گورنمنٹ کمیونیکیشن سکیورٹی بیورو اور نیوزی لینڈ سکیورٹی انٹیلیجنس سروس۔ یہ انٹیلیجنس اینڈ سکیورٹی ایکٹ 2017 کے تحت ایک قانونی اصطلاح ہے۔
مساجد	دو سے زیادہ مسجدوں کے لیے استعمال ہونے والی ایک عربی اصطلاح
مسجد	مسجد کے لیے ایک عربی اصطلاح، مسلمانوں کی عبادت کرنے کی جگہ۔ عربی میں مسجد کا لغوی معنی ہے 'سجدہ کرنے کی جگہ (نماز کے دوران)'۔
مسجد النور	النور مسجد کے لیے عربی اصطلاح
مسجدین	دو مسجدوں کے لئے عربی اصطلاح
شہداء	شہید" ایک سے زیادہ لوگوں کے لئے اصطلاح۔ اس دستاویز میں شہداء" کی اصطلاح ان لوگوں کے لئے استعمال ہوئی جو 15 مارچ 2019 کے دہشتگرد حملے کے نتیجے میں وفات پا گئے۔
وسیع تر نیوزی لینڈ انٹیلیجنس برادری	سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کا گروپ جو خفیہ معلومات اکٹھی کرتا ہے اور تجزیہ یا کسی دیگر شکل میں استعمال کرتا ہے، یہ ایجنسیاں خارجی یا داخلی پالیسی اور کاروائیوں کے لیے خفیہ معلومات اکٹھی اور / یا استعمال کرتی ہیں۔ نیوزی لینڈ انٹیلیجنس کمیونٹی میں شامل ایجنسیاں (وزیر اعظم اور کابینہ کے محکمے کا نیشنل سکیورٹی گروپ، گورنمنٹ کمیونیکیشن سکیورٹی بیورو اور نیوزی لینڈ سکیورٹی انٹیلیجنس سروس) اور دیگر سرکاری شعبے کی ایجنسیاں جیسا کہ محکمہ برائے اصلاحات، امیگریشن نیوزی لینڈ، وزارت برائے بنیادی صنعتیں، نیوزی لینڈ کسٹمز سروس، نیوزی لینڈ ڈیفنس فورس اور نیوزی لینڈ پولیس۔
خاندانوں	Te reo Māori (Māori زبان) خاندان کے لیے اصطلاح۔

باب 1: سیاق و سباق

[1] 15 مارچ 2019 کو دائیں بازو کے ایک دہشت گرد نے کرائسٹ چرچ میں مسجد النور اور لن وڈ اسلامک سنٹر پر نمازیوں کی عبادت کے دوران حملہ کیا۔ اکیاون لوگ ہلاک ہوئے اور مزید چالیس لوگ گولیاں لگنے سے زخمی ہوئے۔

[2] دہشت گرد حملے کے حکومتی رد عمل میں دو نمایاں اعلانات شامل تھے:

(a) 21 مارچ 2019 کو ایک اعلان کہ فوجی طرز کی نیم خود کار اور حملہ میں استعمال ہونے والی بندوقوں اور زیادہ گنجائش والے میگزینوں پر پابندی عائد کر دی جائے گی۔

(b) 25 مارچ 2019 کو ایک اعلان کہ ان واقعات کی تفتیش کے لئے جو دہشت گرد حملے کا باعث بنے ایک رائل کمیشن برائے تحقیق قائم کیا جائے گا۔

[3] 26 مارچ 2020 کو ایک آسٹریلین شخص نے، 51 قتل، 40 اقدام قتل اور دہشت گرد حملے سے متعلق ایک دہشت گردی کے الزام کا اقرار جرم کیا۔ 27 اگست 2020 کو اسے ضمانت پر رہائی کے بغیر عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ 1 ستمبر 2020 کو نیوزی لینڈ کی پرائم منسٹر نے اس شخص کو ٹیرارزم سپریشن ایکٹ 2002 کے سیکشن 22 کے تحت ایک دہشت گرد انسان متعین کیا۔ نیوزی لینڈ کے قانون کے تحت تعین شدہ دہشت گرد لوگوں کی جائیدادوں کو ضبط کر لیتا ہے اور کسی بھی دوسرے فرد کے لیے تعین شدہ دہشت گردوں کی کاروائیوں میں شمولیت یا امداد کرنا ایک قابل تعزیر جرم بن جاتا ہے۔ ہم نے اس دستاویز میں دہشت گرد کا نام استعمال نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کی جگہ عمومی طور پر اس کو ایک "فرد" کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

کرائسٹ چرچ کی مسجدوں پر 15 مارچ 2019 کو ہونے والے دہشت گرد حملے کے لیے تحقیقاتی رائل کمیشن

[4] کرائسٹ چرچ کی مسجدوں پر 15 مارچ 2019 کو ہونے والے دہشت گرد حملے کی تحقیق کے لیے رائل کمیشن (رائل کمیشن) قائم کیا گیا تاکہ اس "فرد" کی 15 مارچ 2019 سے پہلے کی کاروائیوں اور ذیل کے نکات کو دیکھا جائے:

(a) سرکاری شعبے کی ایجنسیاں 15 مارچ 2019 سے قبل اس "فرد" کے بارے میں کیا جانتی تھیں۔

(b) سرکاری شعبے کی ایجنسیوں نے اس علم کے ساتھ کیا کام (اگر کوئی تھا) کیا۔

(c) کیا سرکاری شعبے کی ایجنسیاں کچھ ایسا کر سکتی تھی جس سے دہشت گرد حملے کو روکا جا سکتا۔

(d) مستقبل میں اس طرح کے دہشت گرد حملوں کی روک تھام کے لیے سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کو مزید کیا کرنا چاہیے۔

[5] رائل کمیشن کو لازمی تلاش کرنا ہے کہ:

(a) آیا سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے پاس معلومات تھیں جو انہیں دہشت گرد حملے کے بارے میں خبردار کرتیں۔

(b) سرکاری شعبے کی ایجنسیاں کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ باہم کام اور معلومات کا تبادلہ کرتی ہیں۔

(c) کیا سرکاری شعبے کی ایجنسیاں انسداد دہشت گردی کے ذرائع کی نامناسب توجہ کی بنا پر متوقع حملے کا اندازہ لگانے میں ناکام ہوئیں۔

(d) کیا سرکاری شعبے کی ایجنسیاں مطلوبہ معیار کو پورا کرنے میں ناکام ہوئیں یا ان کی کوئی غلطی تھی۔

(e) رپورٹ کو مکمل کرنے کے لیے کوئی اور ضروری معاملات۔

[6] رائل کمیشن کو لازمی تجاویز دینی ہیں کہ:

(a) سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے معلومات اکٹھی، تبادلہ اور تجزیہ کرنے کے طریقے میں کیا بہتری لائی جانی چاہیے۔

(b) مستقبل میں دہشت گرد حملوں کو روکنے کے لیے سرکاری شعبے کی ایجنسی کے طریقوں یا عملی طریقوں میں بہتری کیسے لائی جا سکتی ہے۔

(c) رپورٹ کو مکمل کرنے کے لیے کوئی اور معاملات۔

[7] ان تجاویز میں قانون (سوائے آتشیں اسلحہ کے قوانین)، پالیسی، قواعد، معیارات یا طریقہ کار کی تبدیلیاں شامل ہو سکتی ہیں۔

تحقیقات کی حدود

[8] رائل کمیشن کو ذیل کے معاملات میں تفتیش کی اجازت نہیں ہے:

(a) دہشت گرد حملے کے حوالے سے کسی فرد کی معصومیت یا جرم، جس پر الزام لگایا جا چکا ہو یا لگایا جانا ہو۔

(b) آتشیں اسلحہ کے قانون میں ترامیم۔

(c) سرکاری شعبے سے باہر کے اداروں کی کاروائیاں، جیسا کہ ذرائع نشر و اشاعت۔

(d) دہشت گرد حملہ شروع ہو جانے کے بعد سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کا رد عمل کیا تھا۔

تحقیق کی مدت

[9] رائل کمیشن کا آغاز 10 اپریل 2019 کو ہوا اور 13 مئی 2019 کو شواہد وصول کرنے شروع کیے۔ ہماری تحقیق میں کمیونٹی سے روابط قائم کرنے سے لے کر میل جول کرنے، تحقیق اور شواہد اکٹھے کرنے، واقعاتی مذاکرات منعقد کرنے، تجزیہ اور غور و خوض، اور رپورٹ کی تیاری اور پیشکش کے کئی تہہ دار مراحل تھے۔

[10] رپورٹ جمع کرانے کی اصل تاریخ 10 دسمبر 2019 میں بعد ازاں دو مرتبہ توسیع کے بعد رپورٹ جمع کروانے کی حتمی تاریخ 26 نومبر 2020 طے ہوئی۔ توسیعات ان وجوہات کی بنا پر ضروری تھیں:

- مواد کی مقدار جس تک ہمیں رسائی حاصل کرنا تھی۔
- عالمی وباء Covid-19 کے باعث پیدا ہونے والی رکاوٹیں۔

[11] ہم نے اپنی رپورٹ گورنر جنرل، ڈیم پیٹسی ریڈی، کو پیش کی۔ گورنر جنرل نے رپورٹ کو حکومت کے حوالے کر دیا تاکہ وہ اس پر غور کریں۔

اس دستاویز کا مقصد اور ہمارا عمل

[12] رائل کمیشن کے عمل کا ایک اہم حصہ 51 شہداء (وہ لوگ جو دہشت گرد حملے کے نتیجے میں شہید ہوئے) کے خاندانوں، اور زندہ بچ جانے والوں اور دہشت گرد حملے کے گواہوں اور ان کے خاندانوں سے ملاقات کرنا تھا۔ وہ ہماری تحقیق اور ہماری سوچوں کا مرکز تھے۔ اس تحقیقاتی رائل کمیشن کا قیام 15 مارچ 2019 کے اس سانحے کی وجہ سے ہوا جس نے انتہائی غم، دکھ اور نقصان پہنچایا تھا۔

[13] ان لوگوں کو اجتماعی طور پر مظلوم کہا جا سکتا تھا، جو چند ایک کے نزدیک اس نقصان کو ظاہر کرتا ہے جس کا انہیں تجربہ ہوا۔ تاہم، باقی لوگ اس لفظ مظلوم کو پسند نہیں کرتے۔ زندہ بچ جانے والا کی اصطلاح کے بارے میں بھی ملے جلے نظریات ہیں۔ متاثرین میں سے چند کی ترجیح ہے کہ انہیں بالکل کوئی نام نہ دیا جائے۔ اس دستاویز کے لئے ہم دہشتگرد حملے کے 51 شہداء کے خاندانوں، اور زندہ بچ جانے والوں اور گواہوں اور ان کے خاندانوں کا حوالہ دینے کے لیے "متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

[14] اس دستاویز کی بنیادی توجہ اس پر مرکوز ہے کہ ہم نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے جو کچھ سنا اسے تفصیل کے ساتھ محفوظ کریں۔ ہم نے جو کچھ سنا اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہم نے محسوس کیا کہ دہشت گرد حملے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں کی کہانیوں، تجربات اور ثبوت کو تسلیم کرنا اہم ہے۔

[15] ہم متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ملاقات کو ترجیح دینا چاہتے تھے، بشرطیکہ وہ ہم سے ملنا چاہتے ہوں۔ ہم شہداء کی بیویوں، خاوندوں، ماؤں، باپوں، بھائیوں، بہنوں، بیٹوں، بیٹیوں، آنٹیوں، انکلوں اور کزنوں سے ملے۔ اسی طرح ہم دہشتگرد حملے میں زخمی ہونے والوں (جسمانی اور/ یا ذہنی)، زندہ بچ جانے والوں اور اس کے گواہوں اور ان کے خاندانوں سے ملے۔

[16] جب ہم نے اپنی کاروائی کا آغاز کیا تو ہمارے پاس تمام متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کی فہرست نہیں تھی۔ متعلقہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں اور کمیونٹی ادارے شخصی رازداری کی وجوہات کی بنا پر اپنے پاس دستیاب ناموں اور رابطے کی معلومات فراہم کرنے سے قاصر تھے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے زیادہ سے زیادہ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان تک پہنچنے کے لئے، ہم نے حملے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں کو ان کی اپنی شرائط پر ملاقات کی کھلی دعوت دی۔

[17] ہم نے مقامی اماموں سے کہا کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ اگر وہ ہم سے ملنا چاہیں تو مل سکتے ہیں۔ اس یقین دہانی کے لیے کہ ہماری دعوت زیادہ سے زیادہ ممکن لوگوں تک پہنچے، ہم نے اپنے ساتھ ملاقات کے موقع کے بارے میں زیادہ آگاہی کی خاطر دوسرے گروہوں / اداروں سے بھی رابطہ کیا جن میں کرائسٹ چرچ مسلم رابطہ گروپ، ہمارے مسلم کمیونٹی ریفرنس گروپ ممبران، مظلوموں کی امداد، اور وزارت سماجی بہبود شامل ہیں۔ ہم نے یہ دعوت اپنی ویب سائٹ پر، میڈیا کو دی گئی خبروں میں، ملاقاتوں کے دوران لوگوں کو، 0800 لائن پر کال کرنے والے لوگوں کو بذریعہ فون اور دونوں مسجدوں میں نوٹس بورڈوں پر لگا کر اپنی دعوت پھیلا دی۔

[18] ہمیں کمیونٹی وکلاء پر مبنی جیسے "جسٹ کمیونٹی"، اور کمیونٹی پر مبنی مشاورتی خدمات جیسے "نیویگیٹ یور وے ٹرسٹ" کی امداد بھی حاصل تھی، جنہوں نے چھوٹے اور بڑے دونوں گروپوں کی شکل میں متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ملاقات میں ہماری مدد کی۔ ان اداروں کی امداد نے ہمیں موقع فراہم کیا کہ ہم چند ان لوگوں کو سن پائیں جن تک ہم شاید کسی اور ذریعے سے نہ پہنچ سکتے۔ ہم ان کی امداد اور معاونت کے لیے مشکور ہیں۔

[19] ہم نے لوگوں کے ساتھ ان کی اپنی شرائط اور اوقات پر ملاقات کی اور، جہاں ممکن تھا، ایسے مقامات پر ملے جو ان کے لیے سب سے زیادہ مناسب تھے۔ چند لوگوں نے ہمیں اپنے گھروں میں آنے کی دعوت دی اور کچھ لوگ کمیونٹی سینٹر، مقامی کیفے، ہوٹل اور لائبریری میٹنگ روم میں ملاقات پر زیادہ بہتر محسوس کرتے تھے۔ ہم نے تمام ملاقاتیں تنہائی میں کیں اور ہم نے ثقافتی اور مذہبی اقدار کو خصوصی اہمیت دی تاکہ لوگ جس اذیت سے گزرے تھے اس کا احساس رہے۔

[20] جن متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ہم نے ملاقات کی وہ 22 سے زائد مختلف ممالک سے آئے تھے اور 50 سے زائد مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ ان تک پہنچنے کے لئے اس سب کو مد نظر رکھا گیا۔

[21] چند متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والے اور گواہان فوری طور پر ملنے کے لئے تیار اور رضامند تھے۔ جب کہ کچھ کو زیادہ وقت درکار تھا۔ ہم متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو جو کہ غمگین تھے عزت دینا چاہتے تھے۔ ہم مسلم طور طریقوں اور مواقع کا بھی مناسب خیال رکھنا چاہتے تھے جن میں عدت کا دورانیہ، رمضان، عید الفطر، ذوالحجہ، عید الاضحیٰ، حج اور محرم شامل تھے۔

[22] ہم اس عمل کے دوران سیکھ رہے تھے اور ہر چیز ٹھیک طرح نہیں کر پائے۔ جب ٹھیک طریقے سے کام نہیں ہو سکا تو ہم نے موصول ہونے والی آراء کا خیر مقدم کیا، مثلاً ایک ترجمان کا مہیا نہ کیا جانا جبکہ وہ کسی کو ہمارے ساتھ زیادہ بہتر انداز سے ملنے کے قابل بناتا، کمرے میں نشست کا انداز جو طاقت کا عدم توازن ظاہر کرتا تھا۔ ایسی آراء نے اپنے انداز کو تبدیل کرنے میں ہماری مدد کی تاکہ یقین دہانی کی جائے کہ لوگ ہمارے ساتھ ملاقات کے دوران پرسکون محسوس کریں اور یہ کہ وہ ایک محفوظ جگہ پر ہیں جہاں ان کی آواز سنی جائے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ایک مناسب اور محفوظ انداز میں میل جول کی ہماری خواہش واضح تھی حتیٰ کہ جب ہم اسے ٹھیک طرح نہیں کر پائے۔

[23] 15 مارچ 2019 کے دہشتگرد حملے میں انتہائی متاثر ہونے والوں کے ساتھ ملاقات کے دوران ہم کئی مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ لوگوں کو ان کے اپنے الفاظ میں اپنی کہانیاں اور اپنا مشاہدہ بیان کرنے کا ایک موقع ملے۔ ہم ان کے خیالات سننا چاہتے تھے جو دہشت گرد حملے کا باعث بنا اور / یا ہماری اس تحقیق میں معاونت کے لئے ان کے خیالات کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں اس طرح کے حملے کو دوبارہ وقوع پذیر ہونے سے کیسے روک سکتی ہیں۔

[24] مجموعی طور پر ہمارا نقطہ نظر یہ تھا کہ ہم وہاں سننے کے لیے تھے۔ متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان نے ملاقاتوں کی سربراہی کی۔ لوگوں نے اپنے ان پیاروں کی کہانیاں سنائیں جنہیں انہوں نے کھو دیا تھا، یا دہشتگردی کے حملے کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات سنائے۔ انہوں نے رائل کمیشن کے بارے میں پوچھا، کہ یہ کیا ہے، یہ کیسے کام کرتا ہے، اور اس کے پاس تبدیلی لانے کا کیا اختیار ہے۔ ہم کچھ لوگوں سے ملے جو نیوزی لینڈ کی پولیس، حکومت یا سرکاری شعبے کی ایجنسیوں پر تنقید کرنے سے کترا رہے تھے، جس کی کچھ وجہ دوسرے ممالک میں حکام کے ساتھ ان کے تجربات تھے، اور یہ خدشات تھے کہ تنقید ان کے لئے منفی نتائج کا باعث بن جے گی۔ چند محسوس کر رہے تھے کہ انہیں سرکاری شعبے کی ایجنسیوں سے وہ مدد نہیں مل رہی جس کی انہیں ضرورت تھی، لہٰذا وہ مدد حاصل کرنے کے لئے ہماری جانب رخ کر رہے تھے، مثال کے طور پر کام ڈھونڈنے یا خاندان کے افراد کے نیوزی لینڈ آنے میں تعاون کی فراہمی کے لئے تاکہ وہ انہیں سہارا فراہم کر سکیں۔ لوگوں کو اس قسم کی مشکلات میں تعاون فراہم کرنا ہمارے اختیار سے باہر تھا، لیکن جہاں مناسب اور ممکن تھا ہم نے لوگوں کی متعلقہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں یا اداروں کو سفارش کی جو انہیں اس قسم کے معاملات میں مدد فراہم کرنے کے قابل ہوں۔

[25] ان ملاقاتوں میں ہم نے جو کچھ سنا اس میں سے کچھ ہمارے دائرہ کار سے باہر تھا۔ تاہم ہمارے دائرہ کار کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم نیوزی لینڈ کی عوام کو اعتماد مہیا کریں۔ لہٰذا ہمارا خیال ہے کہ ہم جن متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ملے ان کے لیے اہم مسائل کی وسعت کو ریکارڈ کیا جانا ضروری ہے۔ یہ دستاویز مختلف تجربات اور مسائل بمعہ ہمارے ساتھ ملنے والوں کی جانب سے تجویز کیے گئے ممکنہ حل کا ایک خلاصہ بیان کرتی ہے۔

[26] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ہماری ملاقاتیں علیحدگی میں منعقد ہوئیں۔ اس کا مطلب ہے کہ گفتگو رائل کمیشن اور جن کے ساتھ ہم نے ملاقات کی ان کے درمیان خفیہ تھی۔ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو دیئے گئے سہارے پر ہم نے دل کو چھو لینے والا شکریہ، تعریف اور شکر گزاری سنی۔ لیکن ہم نے ان کا انتہائی غم، صدمہ اور بے سکونی بھی محسوس کی۔ یہاں پر ہم یہ کہانیاں اور تجربات انہیں وہ عزت دینے کی نیت سے بیان کر رہے ہیں جس کے وہ حقدار ہیں۔ ہم نے خصوصی افراد کا حوالہ دیئے بغیر ایسا زیادہ تر عمومی انداز میں کیا۔ لوگوں کی ذاتی رازداری کی حفاظت کے لیے تمام حوالے گمنام بنائے گئے ہیں۔ جہاں پر بیانات دیئے گئے ہیں وہ عمومی طور پر متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ایک بڑے گروہ کی جانب سے ہمیں دی گئیں گزارشات سے لیے گئے اور مختلف تجربات اور خیالات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تاہم ہم جانتے ہیں کہ یہ بیانات تمام متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کی نمائندگی شاید نہ کریں۔

[27] ہم متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کی ہمارے ساتھ رضامندی اور کشادگی سے گفتگو کرنے پر، بالخصوص ایسے غم کے عرصے کے دوران، کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان گفتگوؤں اور گزارشات نے 51 شہداء کو ہمارے کام کا مرکز بنا کر ہمارے عمل کو انتہائی طاقت بخشی، اور ہماری رپورٹ کو سیر حاصل بنایا۔

[28] ہم نے مسجد النور اور لن وڈ اسلامک سنٹر پر 15 مارچ 2019 کو ہونے والے دہشتگرد حملے پر رائل کمیشن کی رپورٹ کی تیاری میں اس مواد کو، بمعہ ملاقاتوں، مذاکروں اور تحقیق سے حاصل ہونے والی معلومات، استعمال کیا ہے۔

ہم نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے کیا پوچھا

[29] ہمارے پاس متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے لئے کوئی مخصوص سوالات نہیں تھے، اس کی بجائے ہم نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو موقع فراہم کیا کہ وہ اپنے الفاظ اور اپنے وقت میں کہانیوں اور مشاہدات کا تبادلہ کریں۔ ضرورت پڑنے پر گفتگو شروع کرنے کے لئے ہم نے سوالات پوچھے۔ سوالات ہر شخص کی صورت حال کے مطابق ہوتے اور ان سوالات میں شامل تھے:

- دہشتگرد حملے کا ان کی ذات، خاندان اور دوستوں پر اثر۔
- دہشتگرد حملے سے قبل نیوزی لینڈ میں ان کی زندگی، بشمول:
  - ان کا نیوزی لینڈ میں رہنے کا مجموعی تجربہ کیسا تھا۔
  - کیا 15 مارچ 2019 سے قبل انہوں نے کبھی غیر محفوظ محسوس کیا، اور کیا انہوں نے کبھی مدد مانگی یا خدشات کا اظہار کیا۔
- حکومت ماضی میں ایسا کیا کر سکتی تھی جس سے انہیں محفوظ محسوس کرنے میں مدد ملتی، اور دوسرے لوگوں کو زیادہ قبولیت اختیار کرنے میں مدد ملتی۔
- حکومت نیوزی لینڈ کو سب کے لئے محفوظ بنانے اور مستقبل میں دہشتگرد حملوں کی روک تھام کے لیے کیا کرے (یا بہتر انداز میں کرے)۔

دہشت گرد حملے کے براہ راست اثرات

[1] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان جنہوں نے اپنے پیاروں کو کھو دیا نے ہمیں بتایا کہ دہشتگرد حملے نے انہیں کیسے متاثر کیا۔ دہشت گرد حملے کے نتیجے میں زندہ بچ جانے والوں نے ہمیں بتایا کہ دہشت گرد حملے اور بھاگنے کی کوشش میں جسمانی چوٹیں پہنچی تھیں، ہمیں بتایا کہ ان کی بحالی کا عمل اکثر کتنا سست رفتار تھا۔ چند ایک کو شدید جسمانی اور زہنی چوٹیں پہنچی تھیں، جن کے اثرات تاحیات رہیں گے۔

[2] ہم نے ان لوگوں سے سنا جن کے جسمانی بحالی کے لیے کئی عمل جراحی ہو چکے ہیں لیکن وہ ابھی تک مکمل صحت یاب نہیں ہوئے۔ چند زندہ بچ جانے والے اپنی ٹانگوں کا دوبارہ مکمل استعمال کبھی نہیں کر پائیں گے۔ لوگ گولیوں کے ٹکڑوں کی وجہ سے جو ان کے جسم میں بدستور موجود ہیں، مسلسل تکلیف اور نا محسوسیت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ چند زندہ بچ جانے والوں کو مکمل وقت دیکھ بھال اور ان کے گھروں میں نصب خصوصی سہولیات کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی چوٹوں کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

اس دن مجھے میری دائیں ٹانگ کے اوپری حصے میں گولی لگی اور ایک ٹکڑا چلتا ہوا میرے جگر تک پہنچ گیا، جس نے مزید نقصان پہنچایا اور بدستور میرے اندر موجود ہے۔ حال ہی میں مجھے میرے معدے میں تکلیف محسوس ہوئی ۔۔۔ ڈاکٹروں نے مجھے بتایا کہ ٹکڑا اپنی اصل جگہ سے حرکت کر کے پیچھے کی طرف جا چکا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اگر یہ حرکت کر کے معدے کی طرف جاتا ہے تو وہ [اسے] باہر نکالنے پر غور کریں گے، لیکن اس مرحلے پر اس کا [میرے] اندر رہنا محفوظ ہے۔

[3] زیادہ تر زندہ بچ جانے والے فوری طور پر کام پر نہیں لوٹ سکے، چند لوگوں کو اس کی وجہ سے اپنا پیشہ تبدیل کرنا پڑا۔ گو کہ کئی زندہ بچ جانے والوں نے بتایا کہ ان کے آجر کافی معاون تھے اور انہیں بحالی کے لئے کافی وقت دیا، مگر چند لوگوں کی نوکریاں چھوٹ گئیں کیونکہ وہ اب اپنا کام نہیں کر سکتے تھے۔ چند زندہ بچ جانے والوں کے کاروبار ختم ہو گئے۔

[4] ہم نے متاثرہ خاندانوں سے دہشتگرد حملے کے فورا بعد کے گھنٹوں اور دنوں کے دوران اثرات کے بارے میں سنا۔ ہمیں بتایا گیا کہ لوگوں کو اپنے پیاروں کو تلاش کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

میرے والدین کے ایک جاننے والے نے بتایا کہ اس نے [میرے بھائی] کو آپریشن تھیٹر میں دیکھا۔ امی اور ابو اس خبر کے ساتھ ہسپتال کی جانب بھاگے اور مسجد النور کے باہر چار گھنٹے انتظار کرنے کے بعد، مزید چھ گھنٹے انتظار کرنے کے لیے کرائسٹ چرچ ہسپتال کی جانب چلے گئے۔ آخرکار انہیں معلوم ہوا کہ میرے والدین جس شخص کا انتظار کر رہے ہیں، مریض نمبر 13، وہ [میرا بھائی] تھا ہی نہیں۔ آخرکار انہیں بتایا گیا کہ [میرا بھائی] گمشدہ ہے۔

[5] ہم سے ملاقات کرنے والے کئی متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والے اور گواہان محسوس کر رہے تھے کہ متاثرین کی شناخت کے عمل اور ان لوگوں کی شناخت کے عمل جن کا ہسپتال میں علاج کیا جا رہا تھا نے انہیں اضافی اور غیر ضروری غم میں مبتلا کیا۔ چند لوگوں نے کہا کہ دہشتگرد حملے کے بعد پہلے 24 گھنٹوں کے دوران نیوزی لینڈ پولیس اور ہسپتال کے عملے سے انہیں متضاد معلومات موصول ہوئیں۔ ایک معاملے میں، ایک خاندان کے رکن کو جس نے اپنے پیارے کو قتل ہوتے دیکھا تھا، نیوزی لینڈ سکول اور ہسپتال کے عملے نے کہا کہ مایوس نہ ہوں اور ممکن ہے کہ ان کے پیارے کا کسی دوسرے ہسپتال میں علاج کیا جا رہا ہو۔ یہ جھوٹی امید قابل ذکر غم میں اضافے کا باعث بنی۔

[6]　　ہم جن لوگوں سے ملے وہ اپنے پیاروں کی لاشیں جائے حادثہ سے ہٹائے جانے اور اپنے پیاروں کو باقاعدہ فوت شُدگان کے طور پر شناخت کئے جانے کے لئے لگنے والے وقت کے بارے میں مایوس تھے۔ ایک معاملے میں، ایک قریبی خاندان کے رکن نے بتایا کہ اس نے اپنے پیارے کی وفات کی خبر اخبار کے ایک آرٹیکل میں پڑھی جبکہ نیوزی لینڈ پولیس نے اس سے قبل اسے آگاہ نہیں کیا تھا۔

[7]　　چند متاثرہ خاندان اس بات سے بھی مایوس تھے کہ نیوزی لینڈ پولیس نے انہیں جائے حادثہ کے گرد حصار کے اندر جا کر اپنے پیاروں کو تلاش کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ہمیں بتایا گیا کہ چند ایک نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا ان کے پیارے قتل ہو چکے ہیں یا وہ انہیں ہسپتال میں تلاش کر پائیں گے، "فرد" کی طرف سے جاری کی گئی حملے کی براہ راست ویڈیو نشریات بھی دیکھیں۔

آگاہی، رابطے اور مسجد اور پیاروں تک رسائی نہ ہونے کے درمیان پولیس کا طبی عملے کو گھنٹوں تک عمارت میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار، متاثرین اس حادثے کو بے مثال عدم توجہی اور لاپرواہی کے مظاہرے کے طور پر یاد رکھنے پر مجبور ہیں۔

[8]　　لوگ ہسپتال میں شناخت سے قبل لوگوں کے علاج کے لیے لگائے گئے طویل وقت کے بارے میں بھی مایوس تھے۔ انہوں نے سوالات اٹھائے کہ آیا روایتی مسلم ناموں، اور مسلمان ناموں کے ہجوں کی مختلف قسموں کے بارے میں سمجھ بوجھ کی کمی اور ناتجربہ کاری ممکنہ طور پر اس تاخیر کا باعث بنی۔ یہ خاندان کے لئے بھی الجھاؤ کا باعث بنی جو اپنے پیاروں کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا واقعہ ہوا ہے۔

[9]　　تمام وہ لوگ جن سے ہم ملے، چاہے وہ دہشتگرد حملے کا متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والا یا گواہ ہوں، سب نے کسی نہ کسی درجے کی نفسیاتی بے سکونی جیسا کہ غصہ، خوف، دباؤ، ڈپریشن، اضطراب، وسوسے اور / یا زندہ بچ جانے کا پچھتاوا محسوس کیا۔ کئی لوگوں کو مشاورت یا دوسری قسم کی نفسیاتی معاونت دی گئی، یا بدستور دی جا رہی ہے، اور چاہتے ہیں کہ اس معاونت کو جاری رکھا جائے۔ چند لوگوں نے کہا کہ ان کے شریک حیات اور بچوں کو بھی نفسیاتی دباؤ کا تجربہ ہوا۔

[10]　　کئی متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان جن کے ساتھ ہم نے گفتگو کی سونے میں مشکلات کا شکار ہیں جن میں خوابوں اور سونے کے دوران لاچاری کا ڈر شامل ہے۔ لوگوں کو ان کی زندگی کی آخری گھڑیوں میں دیکھنے کا تجربہ خوفناک تھا۔ ہم نے ڈراؤنے خوابوں اور خیالات کی کئی مثالیں سنیں جن کا تجربہ زندہ بچ جانے والے مسلسل بنیادوں پر کر رہے ہیں، اور کہا گیا کہ:

۔۔۔ سونے اور ڈراؤنے خواب دیکھنے سے بہتر ہے کہ جاگتے رہیں اور لوگوں سے باتیں کرتے رہے ہیں۔

[11]　　ہم نے دہشتگرد حملے میں بچ جانے والے بچوں کے والدین سے سنا، جو کہ دونوں مسجدوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے، کہ اس کے بعد وہ ویسے نہیں رہے۔ چند بچوں نے رویے میں تبدیلیاں ظاہر کیں، سکول نہیں جانا چاہتے یا اونچی آوازوں سے ڈر جاتے ہیں۔ ایک بچے کے والدین نے ہمیں بتایا کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بچے کو کھو دیا ہے حالانکہ بچہ جسمانی طور پر دہشت گرد حملے سے بچ گیا تھا۔

[12]　　چند نے ہمارے سامنے بچوں پر ہونے والے طویل مدتی اثرات کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے خدشات کا اظہار کیا کہ ان میں ہونے والے واقعے کے بارے میں غصہ جاری رہ سکتا ہے۔

۔ ہمیں بتایا گیا کہ کرائسٹ چرچ میں مسلمان بچوں کو دہشتگرد حملے سے ان کی طویل مدتی بحالی میں عملی سہارا مہیا کرتے ہوئے میل جول رکھنا اہم ہے۔

[13] ہمیں بتایا گیا کہ دہشت گرد حملہ دیکھنے والے چند گواہان جنہیں کوئی جسمانی چوٹ نہیں پہنچی تھی کو امداد مہیا نہیں کی گئی تاوقتیکہ تیسرے فریق نے وکلاء کے طور پر مدد کے لئے مداخلت کی۔ دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے امداد تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی کو بتایا گیا کہ وہ مستحق نہیں ہیں اور / یا انہیں سرکاری شعبے کی ایجنسیوں یا غیر سرکاری اداروں نے دہشتگرد حملے کے متاثرہ کے طور پر درجہ بند نہیں کیا۔ ہم نے کئی لوگوں سے ان تضادات کے بارے میں سنا کہ مختلف اقسام کی معاونت کے لیے کون مستحق ہے، اس مسئلے پر ہم ذیل میں مزید بات کریں گے۔

ثانوی اثرات

[14] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے ہمیں کئی ثانوی اثرات کے بارے میں بتایا جنہوں نے ان کی زندگیوں کو نمایاں طور پر متاثر کیا تھا۔ چند لوگوں کے رشتے (شریک حیات، خاندان اور دوستوں کے ساتھ) متاثر ہوئے تھے۔ یہ ان مسائل کی وجہ سے ہوا جیسا کہ حکومت کی جانب سے مہیا کی گئی مالی امداد کی تقسیم کے بارے میں خاندان کے اندر مختلف خیالات ہونا یا پیاروں کی مدد کرنے کے لیے برداشت کیے جانے والے اخراجات۔ دہشتگرد حملے میں بچ جانے والے پیاروں کی مدد کے لئے بیرون ملک سے آنا خاندان کے لیے عام بات ہے۔ اس کے منفی نتائج نکل سکتے ہیں اور ہم نے سنا کہ:

۔۔۔ خاندان کے افراد جن کے بیرون ملک کامیاب روزگار اور ایک مستحکم، پھلتی پھولتی زندگی ہے ان کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ [نیوزی لینڈ] میں ان کی تعلیمی قابلیت اور کام کے تجربوں کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اور طویل مدت میں یہ پہلے سے کمزور خاندانی اکائی پر ناجائز دباؤ ڈالے گا۔

[15] کئی خاندان جن سے ہماری ملاقات ہوئی، خاوند یا تو مارا جا چکا تھا یا شدید زخمی تھا۔ ان خاندانوں میں چند خواتین کے لئے نتائج دہشتگرد حملے کے ڈراونے جذباتی اثرات کہیں زیادہ بڑھ گئے۔ کئی ایک کے لیے اس کا مطلب خاندان کے بنیادی کمانے والے کا نقصان تھا۔ خاندان میں چند خواتین نئے کردار اختیار کر رہی ہیں اور نئے ہنر سیکھ رہی ہیں جیسا کہ گاڑی چلانا اور مالی خواندگی۔ یہ خواتین اپنے ذاتی غم اور بحالی کی ضروریات سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ پرورش کرنے کی ذمہ داریوں کا زیادہ بوجھ بھی اٹھا رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے انکا اپنی ذات کے لیے سہارا تلاش کرنے اور روزگار ڈھونڈنے یا تعلیم کے لیے ان کا وقت اور قابلیت محدود ہو جاتی ہے۔

[16] چند لوگوں کو اپنے قریبی خاندان میں 15 مارچ 2019 کے فوری بعد فوتگی یا بیماری کا سامنا کرنا پڑا، جسے انہوں نے دہشتگرد حملے کے اثرات کہا۔ ہم نے ایک خاندان کو سنا جس میں 15 مارچ 2019 کے بعد دو عزیزوں کو دل کے دورے پڑے جن میں سے ایک جان لیوا تھا۔ دونوں مواقع پر خاندان نے دل کے دوروں کو دہشتگرد حملے کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے دباؤ کا شاخسانہ قرار دیا۔ ایک اور زندہ بچ جانے والی نے اپنے خاوند کو 15 مارچ 2019 کے چند دن بعد ایک کار حادثے کے نتیجے میں کھو دیا۔

اس نے اسے پہنچنے والے صدمے کا ذکر کیا کیوں کہ اس کے دوست دہشتگرد حملے میں مارے گئے تھے جس کے نتیجے میں وہ نیند کی کمی کا شکار تھا۔ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تھکاوٹ کو کار حادثے کا باعث سمجھا گیا۔

نیوزی لینڈ کی وسیع تر برادریوں کی جانب سے معاونت

[17] چند لوگوں نے بیان کیا کہ نیوزی لینڈ کے غیر مسلموں کی جانب سے معاونت پر انہوں نے حوصلہ افزائی محسوس کی۔ کئی ایک نے اس خیر خواہی کا ذکر کیا جو دہشتگرد حملے کے بعد انہوں نے پورے ملک کے لوگوں کی جانب سے دیکھی اور / یا وصول کی۔ ایک احساس موجود تھا کہ یہ برادریوں کے درمیان سماجی ہم آہنگی بہتر کرنے، اتحاد اور باہم مربوط ہونے کا ایک موقع فراہم کرتا ہے۔

[18] ہم نے دوستوں اور پڑوسیوں کی جانب سے دکھائے گئے سہارے کے لئے شکر گزاری سنی، اور ایک خاندان نے کہا کہ جب دہشتگرد حملے کے بعد وہ منتقل ہونے پر غور کر رہے تھے تو اس نے انہیں حوصلہ افزائی فراہم کی کہ انہیں نیوزی لینڈ میں ٹھہرے رہنا چاہیے۔ ایک امید موجود تھی کہ نیوزی لینڈ کے باسیوں کی جانب سے دکھائی گئی حمایت جاری رہے گی اور وقت گزرنے کے ساتھ بھلا نہیں دی جائے گی۔

سرکاری شعبے کی ایجنسیوں سے درست معاونت حاصل کرنا مشکل ہے

[19] نیوزی لینڈ کے باسیوں کی جانب سے حمایت اور عمومی ہمدردی کے لئے شکر گزاری کے اظہار کے ساتھ ساتھ ہم نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے سرکاری شعبے کی ایجنسیوں سے معاونت کے لئے نمٹنے کے تجربات کے حوالے سے کی مایوسی کی باتیں سنیں۔ عمومی تاثر تھا کہ ثقافتی سمجھ بوجھ میں کمی، اور ثقافتی قابلیت کو بہتر بنانے کی کوشش میں کمی دیکھی گئی اور پالیسیاں اور طریقے اس مخصوص بلکہ غیر معمولی واقعے سے بحالی کے لئے لوگوں کی ضروریات میں معاونت کے لئے ضروری حد تک حقیقت پسندانہ نہیں تھے۔

ثقافتی سمجھ بوجھ میں کمی

[20] ہم نے جن لوگوں کو سنا ان میں سے کئی ایک نے سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے عملے میں مسلم برادریوں کے عقائد اور رواجوں کے بارے میں ثقافتی سمجھ بوجھ کی عمومی کمی کی نشاندہی کی۔

متاثرہ خاندانوں کو ایسی خدمات کی پیش کش کی گئی جو لین دین والی، قلیل مدت اور نسبتاً کوتاہ نظر تھیں۔ نہ تو متاثرہ برادریوں کے عمل کرنے کے انداز کو سمجھنے اور نہ ہی اس کی پیچیدگیوں اور جذباتی تجربات اور اس کی کہانی میں سرایت شدہ یادوں کو پہچاننے کا کوئی سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔

[21] ہمیں بتایا گیا کہ ان خلاؤں کو تسلیم نہیں کیا گیا اور سرکاری شعبے کی ایجنسیوں نے انہیں پُر کرنے کے لئے نہ ہونے کے برابر کوششیں کیں۔

خدمات کو بہتر بنانے اور ثقافتی اور مذہبی قابلیت کی تربیت حاصل کرنے جیسے مسائل کے لئے اقدامات کرنے کی بجائے، ایجنسیاں یا تو کوئی تربیت حاصل نہیں کر رہیں یا پھر صرف ردِعمل ظاہر کرنے کے دکھاوے کے طور پر مسلم برادری میں ایسے لوگوں پر بھروسہ کر رہی ہیں جو انہیں نسلی اور مذہبی قابلیت کی تربیت دینے میں کوئی مہارت نہیں رکھتے۔

یہ انتہائی اہم ہے کہ متاثرہ برادریوں کی بات غور سے سنیں، سہارا دیں اور مناسب انداز میں ان کے ساتھ میل جول رکھیں – تینوں باتیں جو کہ لازم و ملزوم ہیں – اور نتیجتاً انہیں مناسب خدمات اور سہارا دینے کے قابل بنیں۔

متاثرہ خاندان کا رکن

[22] ہم نے سنا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں اور غیر سرکاری اداروں کی جانب سے پیش کی گئیں خدمات اور معاونت اکثر اوقات مسلم برادریوں کی متنوع نوعیت کو مناسب طور پر مدِنظر نہیں رکھتیں لہٰذا مختلف ضرورتوں کو پورا نہیں کرتیں۔ مسجد النور اور لن وڈ اسلامک سنٹر میں نماز کے لئے جانے والے 50 سے زائد ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے ساتھ ملوث ہونے کے لئے پہلے سے ان کا پیچیدہ ماحول اور اس میں زبان اور ثقافتی رکاوٹیں اضافہ کرتی ہیں۔ ہم نے سنا کہ:

...حملوں کو ایک سال گزرنے کے بعد بھی خاندان ابھی تک مناسب ہمہ جہت خدمات کا انتظار کر رہے ہیں جو ثقافتی اور لسانی طور پر ردِعمل دیتی ہوں اور جو پیچیدہ ضروریات کو مکمل طور پر حل کریں۔

[23] چند خاندان اپنی ضروریات؛ ثقافتی، جسمانی، نفسیاتی بہبود وغیرہ کو سمجھنے والے ایک حقیقی اشتراک کی غیر موجودگی محسوس کرتے تھے۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے محسوس کیا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں نے جس انداز میں بحالی کی معاونت فراہم کی وہ طریقہ کار ٹھیک نہیں تھا اور انہیں یہ گمان ہوتا تھا کہ سرکاری شعبہ ان کے ساتھ تعصب برت رہا ہے۔

[24] سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کی طرف سے رکھی گئی ملاقاتوں میں کبھی ترجمان موجود نہیں ہوتے تھے یا متعلقہ زبانیں پیش نہیں کی جاتی تھیں۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ نیوزی لینڈ پولیس نے دہشتگرد حملے کے لیے اپنی تحقیقات کے دوران جب متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے انٹرویو کیے تو یہی صورت حال اس وقت بھی تھی۔ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو پولیس کے سوالات کی تشریح کے لیے خاندان کے ارکان پر بھروسہ کرنے کی ضرورت پڑی۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس کی وجہ سے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان اور ان کے لیے تشریح کرنے والے خاندان کے ارکان کے لئے صدمہ بڑھ گیا۔

[25] ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ مناسب ترجمان کی کمی نے چند لوگوں کو دستیاب معاونت کے انتخابات کو سمجھنے اور یہ کہ ان تک کیسے رسائی حاصل کی جا سکتی ہے کی طرح کے درپیش مسائل بڑھا دیے۔ کچھ معاملوں میں اس کا مطلب یہ تھا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں جو کہہ رہی تھیں اس کا ترجمہ کرنے کے لیے لوگ خاندان کے ارکان پر انحصار کر رہے تھے، اور ہمیں چند ایسے مواقع کا بتایا گیا جہاں چند ایک نے محسوس کیا کہ ان کے خاندان کا رکن غیر جانبدار نہیں تھا یا تمام متعلقہ معلومات فراہم نہیں کر رہا تھا۔

[26] ہم جن متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ملے ان میں سے کئی ایک سے ان کے خاندان کے ارکان کے نئے داخلہ ویزا یا ویزا توسیع کے حوالے سے مسائل کے بارے میں بھی سنا جو ان کی مدد کے لیے اس وقت نیوزی لینڈ آئے جب وہ اپنی زندگیاں دوبارہ بحال کر رہے تھے۔ مثال کے طور پر خواتین جو اپنے خاوند کھو چکی تھیں اور ان کے خاندان بیرون ملک تھے، ان کے خاندان کو نیوزی لینڈ آنے اور انہیں سہارا دینے کے لیے عمومی طور پر قلیل مدت کے لیے ویزے دئے گئے۔ یہ خاندان کی طرف سے ان کی بحالی میں معاونت کی طویل مدتی ضرورت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔

[27] لوگوں کے اس شرط کے بارے میں بھی خدشات تھے جو حکومت نے سہارا دینے والے لوگوں کے لئے عائد کر رکھی تھی کہ صوابدیدی ویزے کے لیے اہل ہونے والے کا 15 مارچ 2019 کو نیوزی لینڈ میں موجود ہونا ضروری تھا۔ چند ایک نے اپنی مایوسی کا اظہار کیا کہ اس میں غیر معمولی حالات کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

پالیسیاں اور طریقے بحالی کی ضروریات کو سہارا دینے کے لیے ضروری حد تک حقیقت پسندانہ نہیں

[28] ہم نے بہت سنا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں کس طرح متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ معاملات کر رہی ہیں۔ گو کہ لوگوں نے دہشتگرد حملے کے فوراً بعد عوام اور سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کی جانب سے بحیثیت مجموعی فراخدلانہ حمایت کا ذکر کیا، لیکن ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں غیر منظم اور غیر لچک دار تھیں۔

[29] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو سننے کے دوران ہمیں ان کے بحالی کے وہ تجربات معلوم ہوئے جنہوں نے انہیں دوبارہ صدمہ پہنچایا اور / یا اضافی دباؤ پیدا کیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ:

...اگر صدمے کی وجہ سے کسی کو بولنے میں دشواری پیش آتی ہے تو اپنا مدعا بیان کرنے میں مشکل کو بھی یہ جواز مہیا کرتا ہے۔ حملے کے بعد کے مہینوں کے دوران سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ ملوث ہوتے رہنا بھی کئی طرح سے کچھ لوگوں کے لئے صدمے کو دہراتے رہنے کی ایک ٹھوس وجہ تھی اور اس نے زندہ بچ جانے والوں کی "بحالی میں دشواری" کے عمل کو بڑھایا۔

[30] ہم نے سنا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں دہشتگرد حملے کے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ جس انداز میں پیش آئیں اس سے لوگوں نے کمزوری محسوس کی اور ان کو درپیش مشکلات میں اضافہ ہوا۔

اس وقت متاثرین کی ایک بڑی تعداد غمزدہ محسوس کر رہی ہے اور اپنی ذاتی روزمرہ بقا کے لیے، چاہے مالی ہوں یا جذباتی، میں رکاوٹوں کا سامنا کر رہی ہے۔ اس کی وجہ طویل مدتی تعمیر نو یا بحالی کی عدم موجودگی اور وہ کمزور کرنے والے انداز ہے جس میں خدمات فراہم کی جا رہی ہیں - برادری کی تعمیر نو کے لیے مادی معاونت اور برادری اور عقیدے کے بارے میں معلومات یا آگاہی کے ذریعے حملہ آور کے جذبات سے نمٹنے کے لیے معاونت دونوں کی عدم موجودگی ہے۔

[31] ہمیں بتایا گیا کہ متاثرین پر اثر کے بیانات کا مقصد متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو مناسب طور پر بیان نہیں کیا گیا تھا۔ کئی ایک نے ہمیں بتایا کہ انہیں لسانی امداد درکار تھی لیکن وزارت انصاف کے عدالتی عملے نے سزا سنائے جانے سے پہلے کے عمل کے دوران ان کی مدد کے لیے ترجمان مہیا نہیں کیے۔ اس کے نتیجے میں چند متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان عمل میں شامل نہیں ہو سکے۔ ایک شخص جس کے ساتھ ہم نے بات کی نے ہمیں بتایا کہ اس عمل نے ابتدائی طور پر ان کی توجہ دہشتگرد حملے کے ان پر ہونے والے منفی اثرات پر مرکوز کروائی، جو اعتماد میں اضافے کا باعث نہیں تھا۔ اس کی بجائے آخر کار جو بیان انہوں نے عدالت میں دیا وہ پر اعتماد تھا، جو کہ انہیں فراہم کیے گئے معمول کے نمونے پر مبنی نہیں تھا۔

[32] چند متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان متاثرین پر بیانات اور نیوزی لینڈ پولیس کو دہشتگرد حملے کی پولیس تحقیقات کے دوران دیے گئے ان کے ابتدائی بیانات کے درمیان ابہام کا شکار تھے۔

سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے درمیان ہم آہنگی کی کمی

[33] دہشتگرد حملے میں زندہ بچ جانے والوں یا جنہوں نے اپنے عزیزوں کو کھو دیا کی بحالی میں معاونت میں سرکاری شعبے کی کئی ایجنسیاں ملوث ہیں۔ جن متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے ان ایجنسیوں کے ساتھ معاملات کیے، بالخصوص ایکسیڈنٹ کمپنسیشن کارپوریشن، وزارت سماجی بہبود، اور معاون متاثرین، نے ہمارے ساتھ ان کی خدمات اور امداد میں یکسانیت اور خلا اور ایجنسیوں کے درمیان ہم آہنگی کی کمی کے بارے میں بات کی۔

دیکھ بھال کی کمی ہم آہنگی کی کمی کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ یہ ایک یا دو ملاقاتوں، یا ایک یا دو ایجنسیوں کی بات نہیں، بلکہ ایک ہی وقت میں اور تمام کے بارے میں ہے۔

[34] اس نے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کہ محسوس کیے گئے دباؤ میں اضافہ کیا کیونکہ انہیں اکثر اپنی مشکل کہانی لا تعداد مرتبہ دہرانی پڑتی، اور چند ایک کو دہشت گرد حملے کو 18 ماہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک اسے جاری رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

[35] ایک سے زائد سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے ساتھ معاملات طے کرنے کی مشکلات میں متعلقہ ایجنسیوں کے درمیان معلومات کا اشتراک نہ ہونے، اور پیش کی گئی غیر معمولی ضروریات کے حقیقت پسندانہ حل کی تلاش میں دیکھی گئی ہچکچاہٹ کی وجہ سے اضافہ ہوا۔

ایجنسیاں الگ الگ کام کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ معلومات کے تبادلے سے انکار کرتی ہیں، جو متاثرین کو ایک ہی ایجنسی کے اندر کئی مختلف لوگوں کے ساتھ نمٹنے پر مجبور کرتی ہیں۔ یہ واضح ہو گیا ہے کہ سرکاری ایجنسیاں ایک دوسرے کے ساتھ معلومات کا تبادلہ نہ کرنے کے لئے پرائیوسی ایکٹ 1993 کا استعمال کرتی ہیں۔

[36] چند نے مشورہ دیا کہ اگر متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان کو سرکاری شعبے کی ایک ایجنسی کے ساتھ معاملات کرنے پڑیں تو بہتر ہو گا۔

[37] ہمیں بتایا گیا کہ پرانے پناہ گزین اور مہاجر خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان کے یہ مسائل اکثر زیادہ بڑے ہیں۔

ان برادریوں میں [سرکاری] شعبے کی ایجنسیوں کی بھول بھلیوں میں راستہ تلاش کرنے یا افراد کی حکومت کے ساتھ ملنے کے لیے موجود ادارہ جاتی رکاوٹوں، بشمول ان کے کہنے کے مطابق متاثرین کے طور پر مختلف قسم کے حقوق کے لئے پالیسیوں کے پلندوں، کو سمجھنے کی قابلیت کم ہے۔

[38] مندرجہ بالا ذکر کی گئی ثقافتی سمجھ کی کمی کے ساتھ، چند لوگ محسوس کرتے ہیں کہ فراہم کی گئی امداد پرانے پناہ گزین اور مہاجر خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کی ضروریات کے لئے ٹھیک نہیں تھی۔

[39] کثرت سے ظاہر کی گئی تشویش یہ تھی کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں اور غیر سرکاری اداروں کی متاثرین کے طور پر شناخت کرنے کی تعریف اور اہلیت یکساں نہیں ہے، اور ثقافتی حرکیات کو مد نظر نہیں رکھتی۔ مثال کے طور پر متاثرین کے حقوق کے ایکٹ 2002 میں اگرچہ قریبی خاندان کی تعریف میں شامل ہے "ثقافتی طور پر شناخت شدہ دوسرا خاندانی گروپ"، امداد کے لیے اہلیت میں اکثر خاندان کی کڑی تشریح کی جاتی ہے۔

ایجنسیاں خاندانی اکائی کا مغربی تصور قبول کرتی ہیں اور زیادہ تر ثقافتی طور پر مناسب اور معلوم خاندانی گروپوں کو تسلیم نہیں کرتیں۔

[40] ہمیں بتایا گیا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کی خاندان کی تشریح کا لوگوں کی سرکاری امدادی خدمات تک رسائی کی اہلیت پر اثر پڑا، بالخصوص پیش کی گئی امدادی خدمات میں الجھن اور تضاد کے حوالے سے۔ اس سب کا نتیجہ چند خاندان جو دہشتگرد حملے سے پہلے ہی کمزور حیثیت میں تھے کے لئے طبی نفسیاتی اور ملازمت کے مسائل کی صورت میں نکلا۔

[41] ہم نے متاثرین کے طور پر شناخت کئے گئے لوگوں کے لئے معیار کے متضاد استعمال کے بارے میں بھی سنا۔ بالخصوص، ہمیں بتایا گیا کہ بعض اوقات پیش کی گئی امداد کا درجہ سرکاری شعبے کے پیش کرنے والے انفرادی ملازم کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے اور چند لوگوں نے ملتی جلتی معذوری ہونے پر مختلف خدمات وصول کیں۔ اس نے کچھ لوگوں پر ایک تاثر قائم کیا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں اور غیر سرکاری ادارے متاثرین کی درجہ بندی یا متاثرین کی ترجیحی فہرست تیار کر رہے ہیں، اور چند معاملات میں شکایات پیدا کیں اور رشتوں پر کھچاؤ پڑا۔

[42] کچھ متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان کہتے ہیں کہ وزراء کے سرعام کیے گئے وعدے اور حقیقت میں سرکاری شعبے کی ایجنسی کے عملے کا انفرادی صورت حال سے نمٹنے کا انداز آپس میں میل نہیں کھاتے۔ ہمیں سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے امداد کرنے کے وعدوں کے بارے میں بتایا گیا جو، اکثر اوقات کوئی معقول وجہ فراہم کیے بغیر، پورے نہیں کیے گئے۔ کچھ موقعوں پر امداد کی درخواستوں کو متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو مزید معلومات فراہم کرنے کا موقع دیے بغیر یا رد کرنے کے فیصلے کی وجوہات کی وضاحت کے بغیر رد کر دیا گیا۔

نقطہ نظر میں لچک کی کمی

[43] اگرچہ بے شمار لوگوں نے اپنی وصول کی گئی امداد کے لئے شکر گزاری کا اظہار کیا، ہم نے سنا کہ چند معاملوں میں دہشت گرد حملے کے متاثرین کے لیے حکومت کی دستیاب امداد کافی نہیں تھی، یا وہ جو اس کے اہل تھے انہیں ہمیشہ ان کے استحقاق کے بارے میں آگاہ نہیں کیا گیا۔ ہم پر ظاہر کی گئی ایک تشویش یہ تھی کہ سرکاری شعبہ نے بحالی کے لئے "ایک پیمانہ سب کے لئے پورا" کا نقطہ نظر استعمال کیا جو کہ کافی نہیں تھا۔

اگرچہ یہ ایجنسیاں بھلائی چاہتی ہیں، متاثرین متنوع مسائل بیان کرتے ہیں: مالی، طبی، جسمانی، جذباتی اور روحانی۔ متاثرین کے بیانات میں متواتر دہرایا گیا پیغام یہ تھا کہ حکومت ان کی ضروریات کو سمجھنے اور حل کے لیے اچھی طرح منظم نہیں تھی۔

[44] ہم نے سنا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کی جانب سے پیش کی گئی امداد قلیل مدتی مدد پر مرکوز ہے جو دہشت گرد حملے میں انتہائی متاثر ہونے والی برادریوں کی طویل مدتی اور جاری ضروریات کے لیے ثقافتی مناسب طریقے کو مد نظر نہیں رکھتی۔ مثال کے طور پر ہمیں بتایا گیا کہ برادری کی تعمیر کے طویل مدتی اقدامات، جن کی وجہ سے برادریاں خود کفیل بنیں اور حکومت پر انحصار نہ کریں، کو بحالی میں شامل کیے جانے کی ضرورت تھی۔ ان میں ایسے اقدامات شامل ہو سکتے ہیں جیسا کہ ان کے کاروبار کو سہارا دینے کے لیے بلا سود قرضے (جو سود پر مذہبی پابندی کا حل ہے) بجائے اس کے کہ ان کاروباروں کو سرکاری شعبے کی ایجنسیوں سے قلیل مدتی مالی امداد پر انحصار کی ضرورت پڑے۔

[45] چند لوگوں نے محسوس کیا کہ ایکسیڈنٹ کمپنسیشن کارپوریشن کے نظام میں اس طرح کے واقعے کے لیے ضروری لچک نہیں تھی اور یہ آتشیں اسلحے سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کو حساب میں نہیں لاتی تھی، جیسا کہ گولی کے ٹکڑوں کا رہ جانا اور اعصابی نقصان۔ مثال کے طور پر ایک زندہ بچ جانے والا ایکسیڈنٹ کمپنسیشن کارپوریشن کی توقعات اور اس کی بحالی کے بارے میں اس کو ملنے والے طبی مشورے کا آپس میں کوئی میل نہ ہونے کی بنا پر مایوس تھا۔ زندہ بچ جانے والا ایکسیڈنٹ کمپنسیشن کارپوریشن کی جانب سے کام پر واپس لوٹنے کے لئے دباؤ محسوس کر رہا تھا جبکہ طبی مشورہ تھا کہ وہ ایسا کرنے کے قابل نہیں ہے۔

[46] دوسری سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کے بارے میں بھی اسی طرح کے جذبات سننے کو ملے۔ مثال کے طور پر چند خواتین نے جن کے خاوند واحد کفیل تھے کہا کہ وہ وزارت سماجی بہبود کی طرف سے دباؤ محسوس کر رہی ہیں کہ اپنے سکول نہ جانے والے بچوں کو چائلڈ کیئر میں رکھوائیں تاکہ وہ کام ڈھونڈ سکیں۔

[47] ہم نے سنا کہ ہر انفرادی خاندان کے حالات سے جڑی پیچیدگیوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے امیگریشن مسائل کو انفرادی بنیادوں پر زیر غور لانے کی ضرورت ہے۔ یہ بالخصوص صومالی برادری کے ارکان کا مسئلہ تھا جنہوں نے دہشتگرد حملے میں اپنے عزیز کھو دیے تھے یا زندہ بچ گئے تھے۔ ہم نے سنا کہ اگرچہ دہشتگرد حملے میں زیادہ متاثر ہونے والوں کو سہارا دینے کے لیے امیگریشن ضابطے بنائے گئے تھے لیکن صومالی خاندانوں کو خصوصی مسائل درپیش تھے جو ان کے مطابق نیوزی لینڈ کا صومالی پاسپورٹ کو مستند سفری دستاویز تسلیم نہ کرنے کا نتیجہ تھا (اگرچہ چند سرکاری شعبے کی ایجنسیاں اسے پناہ گزین کے مقصد کے لیے قبول کرتی ہیں)۔ اس کی وجہ سے ان کے لیے صومالیہ سے خاندان کی امداد وصول کرنا مشکل بن گیا اور چند معاملوں میں خاندان بدستور پیشرفت ہونے کے منتظر ہیں۔

[48] کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ غمگین لوگوں کے انتظامی بوجھ کو کم کرنے کے لیے نیوزی لینڈ امیگریشن سہارا دینے کے مقصد سے نیوزی لینڈ میں خاندانوں کے آنے اور جانے کے سفر کے لیے ایک درمیانی سے طویل مدتی بنیادوں پر خصوصی داخلہ ویزہ بنا سکتی ہے۔

[49] ہمیں فوجداری نظام انصاف کے حوالے سے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو دستیاب امداد میں کمیوں کے بارے میں بھی بتایا گیا۔ اسے یوں بیان کیا گیا:

...گہرے وسیع صدمے کو فوجداری عمل سے باہر رکھا جانا اور اس میں کچھ ڈالنے یا اس عمل میں کوئی معنی خیز شرکت محسوس کرنے سے قاصر ہونا۔

[50] ہم نے مایوسی اور امید اور اعتماد ہارنے کے بارے میں سنا اور یہ احساس کہ انہیں سنا نہیں جا رہا جس کی بہت بڑی وجہ فوجداری نظام انصاف میں متاثرین کو تسلیم نہ کیا جانا تھا۔ چند لوگوں کے خیال میں اس خصوصی معاملے میں متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو پیش آنے والے مسائل اور تشویش ان مسائل کا نمونہ تھا جن سے متاثرین نیوزی لینڈ کے فوجداری نظام انصاف میں زیادہ وسیع تر سامنا کرتے ہیں۔ متاثرین ضابطہ میں طے کردہ متاثرین کے حقوق کے اصولوں، اور فوجداری نظام انصاف کے بارے میں متاثرین کے تجربات بشمول دوبارہ صدمہ دینا کے درمیان ربط نہ ہونے کی شکایات تھیں۔

[51] چند متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے ہمیں بتایا کہ ایک موقع پر جب وہ عدالت گئے تو کافی خوفزدہ محسوس کر رہے تھے کیونکہ جب خاندان اور زندہ بچ جانے والے عدالت میں داخل ہو رہے تھے تو باہر کھڑا ایک شخص سفید فام بالادستی کے خیالات کا پرچار کر رہا تھا۔

[52] کچھ لوگوں نے ہمیں بتایا کہ جب بحالی کی ضروریات کو زیر غور لایا گیا تو سرکاری شعبے کی ایجنسیوں نے ان گواہان کی بحالی کی ضروریات کو مد نظر نہیں رکھا جنہوں نے دہشتگرد حملہ ہوتے دیکھا لیکن جسمانی طور پر کسی طرح زخمی نہیں ہوئے۔ ہم نے ایسے کئی گواہان سے صدمے کے بعد کے دباؤ کے بارے میں سنا کیونکہ وہ محسوس کرتے تھے کہ انہیں مناسب سہارا نہیں مل رہا کیوں کہ وہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کی متاثرین کی تعریف پر پورا نہیں اترتے۔

عملے میں آگاہی کی کمی

[53] چند لوگ محسوس کرتے تھے کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں میں حساسیت اور آگاہی کی کمی تھی کیوں کہ ان کا مقصد سہارا دینا تھا اور بظاہر وہ صدمے سے نمٹنے والے لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے میں ناتجربہ کار نظر آتے تھے۔ ہمیں بتایا گیا کہ:

۔۔۔ ایجنسیوں اور اداروں کو متاثرین کی "جذباتی ضروریات کے بارے میں آگاہی" کی مزید ضرورت ہے۔

[54] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان پر اس وقت یہ عیاں ہوا جب وہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں سے ملے اور محسوس کیا کہ اگر وہ یا ان کے خاندان ظاہری طور پر مغلوب ہو جائیں تو عملہ حساس نہیں تھا۔ کچھ لوگوں کو بعض اوقات معلومات کا ڈھیر فراہم کر دیا جاتا جبکہ وہ اس پر ٹھیک طرح عمل کرنے کے قابل نہ ہوتے:

۔۔۔ جہاں غور سے سنا جانا چاہیے تھا وہاں معلومات کا سیلاب تھا؛ جہاں وکالت ہونی چاہیے تھی وہاں نہ ختم ہونے والی ملاقاتوں کا سلسلہ تھا۔

[55] اس کی وجہ سے چند لوگوں نے سوال اٹھایا کہ کیا سرکاری شعبے کی ایجنسی کا عملہ صدمے سے دوچار لوگوں سے نمٹنے کے لیے مناسب طور پر تربیت یافتہ یا حمایت یافتہ تھا۔

باب 3: بطور ایک مسلم نیوزی لینڈ میں زندگی

[1] ہم جن متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ملے ان کی اکثریت بیرون ملک سے نیوزی لینڈ منتقل ہوئی تھی۔ ان کے یہاں قیام کا دورانیہ چند ماہ سے لے کر عشروں پر محیط تھا۔ کچھ لوگوں کے لئے ان کا نیوزی لینڈ کا تجربہ اس موازنے پر مبنی تھا جہاں سے وہ آئے تھے۔

کئی متاثرین نسلوں سے صدمے کا شکار تھے جس سے بھاگ کر وہ نیوزی لینڈ آئے اور اپنے عزیزوں کو کھو چکے تھے یا پیچھے چھوڑ آئے تھے لہذا ایسے صدمے سے نبرد آزما ہونے کے لیے محدود یا ناپید سہارے کا نظام رکھتے تھے۔

[2] ہم نے نیوزی لینڈ میں پیدا ہونے والے چند متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے بات کی جنہیں مسلم کے طور پر پالا گیا تھا اور ان کے پاس اپنے ذاتی تجربے کے لئے موازنے کا کوئی حوالہ نہیں تھا۔ ہم نے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی بات کی جو نیوزی لینڈ میں پیدا ہوئے تھے اور جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

عمومی طور پر نیوزی لینڈ کو مثبت انداز میں دیکھا جاتا ہے، لیکن بڑے پیمانے پر نسل پرستی، امتیاز اور اسلاموفوبیا موجود ہے

[3] زیادہ تر متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے کہا کہ نیوزی لینڈ اور نیوزی لینڈ کے رہنے والوں کے بارے میں 15 مارچ 2019 کے دہشتگرد حملے سے پہلے ان کے تجربات عمومی طور پر مثبت تھے۔ انہوں نے کہا کہ نیوزی لینڈ عمومی طور پر پرسکون اور محفوظ محسوس ہوتا تھا اور انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا دہشتگرد حملہ یہاں پر ہو سکتا ہے۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ نیوزی لینڈ کے رہنے والے انہیں قبول کرنے والے اور دوستانہ لوگ تھے۔ ہم نے دوستانہ اور خوش آمدید کہنے والے پڑوسیوں کے بارے میں سنا۔ ہم نے ایسی کام کرنے والی جگہوں کے بارے میں سنا جو لوگوں کے مذہبی طریقوں اور ضروریات کے لئے گنجائش رکھتی تھیں، انہیں جمعہ کی نماز کے لیے وقفے کی اجازت دیتی تھیں اور کام کے دوران نماز پڑھنے کی سہولیات فراہم کرتی تھیں۔

[4] ان تمام مثبت تجربات کے باوجود، تقریباً ہر اس شخص نے جس کے ساتھ ہم ملے ذاتی طور پر یا وہ کسی خاندانوں اور دوستوں کو جانتا تھا جنہوں نے نسل پرستی کے واقعات یا امتیاز کا سامنا کیا تھا۔ ہمارے ساتھ شریک کیا گیا ایک نقطہ نظر یہ تھا کہ 15 مارچ 2019 کا دہشتگرد حملہ:

۔۔۔ اس حوالے سے مرکزی دھارے سے الگ ہے کہ حملے مسلمانوں کی روزمرہ زندگیوں سے ایک استثناء کی بجائے ان کے خاتمے کے طور پر دیکھے جا رہے ہیں۔

[5] مسلمان خواتین، حجاب کے ساتھ جو کہ عقیدے کا ایک ظاہری نشان ہے، اپنے آپ کو مردوں کی نسبت نسل پرستی اور امتیاز کا زیادہ شکار پاتی ہیں۔ کئی حجاب والی خواتین نے جن کے ساتھ ہم نے بات کی گلیوں میں ہراساں کیے جانے کا تجربہ بیان کیا اور چند لوگوں نے کہا کہ وہ حجاب پہننے والے اپنے خاندان اور دوستوں کے لیے فکرمند ہیں۔ حجاب پہننے والی کچھ خواتین نے کہا کہ وہ اکیلی باہر جاتے ہوئے زیادہ خوفزدہ محسوس کرتی ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ دہشتگرد حملے کے بعد وہ عوامی مقامات پر جانے سے گریز کرتی ہیں اور وہ کام کرنے سے بھی جو ان کے روزمرہ معمول کا حصہ تھے، جیسا کے بچوں کو پیدل سکول لے کر جانا یا شام کو چہل قدمی کے لیے جانا۔ ایک عورت نے ہم نے بتایا کہ اب وہ گھر سے باہر اپنے حجاب کو چھپانے کے لئے ٹوپی والی قمیض پہنتی ہے۔

[6] چند والدین نے ہمیں ان غنڈا گردی یا تکلیف دینے والے تبصروں کے بارے میں بتایا جن سے ان کے بچوں نے سکول میں یا گھر سے باہر پاس پڑوس میں سامنا کیا تھا۔ ہمارے ساتھ بات کرنے والے کئی لوگوں نے نسل پرستانہ اور نفرت آمیز تبصرے سنے تھے جو لوگوں نے ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ان پر کسے تھے۔ کئی لوگ ایسے تجربات کو مسلم عقیدے کے بارے میں غلط فہمیاں اور غلط تصورات سمجھتے ہیں لیکن بہرحال انہیں تکلیف دہ محسوس کرتے ہیں۔

[7] کچھ لوگوں نے کام پر یا نوکری کی تلاش کی کوشش میں امتیاز برتے جانے کا تجربہ بیان کیا۔ درخواست کیے گئے عہدے کے لیے انتہائی قابلیت موجود ہونے کے باوجود لوگوں نے نوکری تلاش کرنے سے قاصر ہونے وجہ سے مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ اس کی وجہ روایتی انگریزی نام کا نہ ہونا سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ جنہوں نے کئی نوکریوں کے لیے درخواست دی تھی اور اچھی قابلیت رکھتے تھے، سمجھتے تھے کہ انتہائی کم انٹرویو کی پیشکش تعصب کا نتیجہ تھی۔ ہم نے ایک عورت سے سنا کہ جب اس نے نوکری کی درخواست کے مقصد سے اپنا نام تبدیل کر کے ایک روایتی انگریزی نام رکھا تو اسے انٹرویو کی درخواستیں موصول ہونا شروع ہو گئیں۔

[8] ہم سے ملنے والے چند لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے نیوزی لینڈ پولیس کو نسل پرستی کے واقعات رپورٹ کیے تھے، لیکن وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلا۔ یا تو رپورٹ باقاعدہ درج ہی نہیں کی گئی، یا وہ محسوس کرتے ہیں کہ نیوزی لینڈ پولیس واقعے کو سنجیدگی سے نہیں لے رہی تھی۔ انہوں نے نیوزی لینڈ پولیس سے کوئی جواب نہیں سنا کہ ان کی رپورٹ پر ردِعمل میں کیا کام کیا گیا۔ کچھ کے نزدیک اس کی وجہ سے نیوزی لینڈ پولیس پر ان کا اعتماد متاثر ہوا، شکوک و شبہات پیدا ہوئے کہ جب رپورٹ کی جائے گی تو نیوزی لینڈ پولیس عمل کرے گی۔ ایسے تجربات نے مزید خدشات کو نیوزی لینڈ پولیس کی توجہ میں لانے کے سلسلے میں لوگوں کی حوصلہ شکنی کی۔ ہمیں بتایا گیا کہ:

۔۔۔ دونوں متاثرہ مسجدیں متفق ہیں کہ مسجدوں کے اندر اور گردو نواح میں مشکوک سرگرمیوں کی کئی اطلاعات کے باوجود پولیس نے ناکافی توجہ دی۔۔۔ برادری کے لوگوں کے نزدیک اسے نہ صرف حفاظت کی ذمہ داری سے کوتاہی تصور کیا جاتا ہے، بلکہ ان امور کو تسلیم کرنے میں بھی ناکامی کہ مسلمانوں کو قربانی کا بکرا بنایا اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے اور کیا جاتا رہا ہے اور یہ بھی کہ انتہائی دائیں بازو کی انتہا پسندی اور سفید فام بالا دستوں کی دھمکیاں، اور لہذا اس وجہ سے پولیس کو خصوصی احتیاط، حساسیت، اور نگرانی رکھنے کی ضرورت تھی۔

[9] کچھ اور معاملات میں لوگوں نے کہا کہ انہوں نے نسل پرستی کے واقعات رپورٹ کرنے کی پرواہ نہیں کی کیونکہ انہوں نے برادری میں دوسروں کو بغیر کسی مثبت نتیجے کے ایسا کرتے دیکھا تھا۔ ایک شخص نے ہمیں کچھ اس طرح بیان کیا:

۔۔۔ اس وقت وہ رابطے نہیں ہیں کیونکہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ بحیثیت برادری ہم دوسرے درجے کے ہیں۔ وہ ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں اور ہمیں پولیس سے وہ اعتماد حاصل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی آپ کو بے اعتمادی کا احساس دلائے تو آپ ایک حد تک ہی اس کے پاس جائیں گے۔ ایک مقام آتا ہے کہ آپ ان پر بالکل بھروسہ نہیں کرتے اور آپ محسوس کرتے ہیں کہ کچھ گڑبڑ ہے، پولیس کے پاس جانے کا کیا فائدہ؟ یہ وہ وقت ہے کہ جب یہ انتہائی خطرناک ہو جاتا ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ کچھ گڑبڑ ہے لیکن اس احساس اور پولیس اور آپ کے درمیان عدم اعتماد سے آپ اور حکام کے درمیان خلیج آ جاتی ہے اور آپ ان لوگوں کی طرف جانے لگتے ہیں جو حقیقت میں آپ کی حفاظت کر سکتے ہوں اور اسے روک سکتے ہوں۔

۔ لہذا ہم ان کے درمیان اعتماد کو کیسے بحال کر سکتے ہیں اور دوسرے درجے کا شہری محسوس کرنے کی خلیج کو کیسے بھر سکتے ہیں؟

[10] چند متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے کہا کہ 15 مارچ 2019 کے بعد نیوزی لینڈ کے بارے میں ان کے تجربات تبدیل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ کچھ لوگوں نے کہا کہ نیوزی لینڈ ابھی بھی محفوظ محسوس ہوتا ہے، مگر باقی لوگوں نے کہا کہ پہلے کی نسبت وہ کم محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ حفاظت کے خدشات کے پیش نظر کچھ خاندان اپنی رہائش گاہوں پر پھاٹک والی چار دیواری، اضافی حفاظت اور نگرانی، اور نیوزی لینڈ پولیس کے لیے مسلم برادریوں کے ساتھ حقیقی تعلقات استوار کرنے میں مستعدی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے 15 مارچ 2019 کے دہشتگرد حملے کے بعد نیوزی لینڈ پولیس کو نسلی امتیاز کے واقعات رپورٹ کیے اور محسوس کرتے ہیں کہ انہیں سنجیدگی سے لیا گیا۔

تعصب کا اثر (لاشعوری یا اس کے علاوہ)، بالخصوص میڈیا میں

[11] کئی متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ہم نے سنا کہ 15 مارچ 2019 کا دہشت گرد حملہ غیر متوقع نہیں تھا۔ ہم نے سنا کہ:

...۔ اس دن کے واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی بے شمار نشانیاں پہلے سے موجود تھیں، تمام واضح تھیں لیکن عملدرامد کرنے کا اختیار رکھنے والوں نے ان تمام کو نظر انداز کیا۔

[12] ہمیں بتایا گیا کہ یہ واقعہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں اور ایک معاشرے کے سیاق و سباق میں وقوع پذیر ہوا، جو عام طور پر مسلم برادریوں اور ان کے ثقافتی تنوع کے بارے میں اکثر غلط فہمیوں کا شکار ہوتی ہے۔ لوگ محسوس کرتے ہیں کہ مسلم برادریوں کے ساتھ معاملات کرنے والی سرکاری شعبے کی ایجنسیوں میں دہشتگرد حملے سے پہلے اور بعد میں ایک لاشعوری تعصب برقرار ہے۔

ممکن ہے کہ برادری سے باہر والوں کو یہ نظر نہ آتا ہو مگر اسلاموفوبیا کے بارے میں عمومی گفتگو اور مسلم برادری کے ساتھ سرکاری ایجنسیوں کے معاملات کرنے کے خصوصی انداز کے درمیان تعلق متاثرین کی نظروں میں واضح ہے۔

[13] کچھ لوگوں نے وقت گزرنے کے ساتھ، بالخصوص حالیہ سالوں میں، سوشل میڈیا پر نسل پرستی کے تبصروں میں اضافہ ہوتے دیکھا۔ ہم نے آن لائن دھمکیوں کو زیادہ سنجیدگی سے دیکھے جانے اور ان کی تحقیقات کیے جانے کے لئے ایک عمومی پکار سنی۔ ہمیں یوٹیوب کی ویڈیوز اور فیس بک کے صفحات دکھائے گئے جو اسلاموفوبک، نسل پرستانہ اور دوسرے نفرت انگیز جذبات پر مبنی تھے، اور بیان کرنے والوں کے لیے انتہائی تشویش کا باعث تھے۔ یہ تمام ویڈیوز اور صفحات نیوزی لینڈ میں مقیم لوگوں کے تھے۔ چند معاملات میں نیوزی لینڈ پولیس کو انتہا پسند مواد کے بارے میں آگاہ کیا گیا لیکن سوشل میڈیا پلیٹ فارموں سے ایسے مواد کو ہٹائے جانے کے بارے میں لوگوں کو کوئی عملدرامد ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ کچھ لوگوں محسوس کرتے ہیں کہ اسلامی انتہا پسند مواد کی حامل ویب سائیٹوں کو نسبتاً زیادہ آسانی کے ساتھ بند کروا دیا جاتا ہے۔

برادری ہم دوسرے درجے کے ہیں۔ وہ ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں اور ہمیں [نیوزی لینڈ] پولیس سے وہ اعتماد حاصل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی آپ کو بے اعتمادی کا احساس دلائے تو آپ ایک حد تک ہی اس کے پاس جائیں گے۔

متاثرہ خاندان کا رکن

[14] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے ہمیں بتایا کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ نیوزی لینڈ اور بین الاقوامی ٹیلیویژن اور اشاعتی میڈیا مسلمانوں کے خلاف متعصب ہیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ بظاہر پُرتعصب خبروں میں نمایاں اضافہ متحدہ ریاست ہائے امریکہ میں 11 ستمبر 2001 کے دہشتگرد حملوں کے بعد ہوا۔ کئی ایک نے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے میں میڈیا کے کردار کے بارے میں اپنی مایوسی کا اظہار کیا، اور تبصرہ کیا کہ ان کی خبروں نے نیوزی لینڈ اور پوری دنیا کے میں مسلمان مخالف نظریات کو بڑھایا۔ ہمیں بتایا گیا کہ:

۔۔۔ میڈیا نے مسلمانوں کو بدنام یا شیطان بنایا، یا کم از کم اس کے برخلاف اہم بیانیہ فراہم نہ کر کے اس کی اجازت دی، اور اس کے نتیجے میں اس روزمرہ کی نسل پرستی میں جنم لیا جس سے وہ گزرتے ہیں۔

[15] ہم نے چند لوگوں کی روزمرہ زندگی پر منفی میڈیا کی خبروں کے حقیقی اثرات، بشمول سڑکوں پر لوگوں کی جانب سے کسے گئے نسل پرستانہ طنز کی شکل میں اسلام کے بارے میں غلط تصورات سنے۔ کرائسٹ چرچ کی مسلم برادری میں سے چند کے لیے یہ طنز 2014 کے بعد سے بڑھے جب میڈیا میں ایک کہانی کرائسٹ چرچ میں بنیاد پرست اسلام کے حوالے سے چھپی اور الزام لگایا گیا کہ کرائسٹ چرچ میں ایک مخصوص مسجد میں کوئی شخص بنیاد پرست بن گیا ہے۔ اس میڈیا کہانی کا کرائسٹ چرچ کی مسلم برادریوں پر ایک نمایاں اور جاری و ساری اثر ہوا اور آنے والے سالوں میں مسجد پر مسلسل واقعات کی خبریں آئیں جیسے کہ زبردستی داخل ہونا، ہراساں کرنا اور چوری۔ 2014 کی میڈیا کہانی پر تبصرہ کرتے ہوئے دہشتگرد حملے میں زندہ بچ جانے والے ایک شخص نے کہا کہ اس وقت کے بعد سے ان لوگوں کی مسجد پر اپنی حفاظت اور سکیورٹی کے مسائل پر توجہ زیادہ مرکوز ہو گئی۔

[16] یہ احساس بھی موجود تھا کہ اس "فرد" کی جس نے 15 مارچ 2019 کا دہشتگرد حملہ کیا تھا، میڈیا پر عکاسی متعصب تھی۔ میڈیا آرٹیکلز نے سوال اٹھایا کہ ایک "اچھا لڑکا" کیسے "برا بن" گیا؟ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے محسوس کیا کہ اگر دہشت گرد حملہ کسی مسلمان نے کیا ہوتا تو میڈیا اس شخص کی عکاسی مختلف انداز میں کرتا اور یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس پر بطور ایک اچھا انسان نظر ڈالتا۔

باب 4: "فرد" کے بارے میں اٹھائے گئے سوالات اور سرکاری شعبے کی ایجنسیاں دہشتگرد کے بارے میں کیا جانتی تھیں

[1] ہم جن متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ملے انہوں نے ہم سے اس "فرد" کے بارے میں سوالات پوچھے یا اپنے نظریات بتائے جس نے دہشت گرد حملہ کیا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ "فرد" 15 مارچ 2019 کے دہشت گرد حملے سے پہلے مسجد النور اور لن وڈ اسلامک سنٹر کا دورہ کر چکا تھا۔ انہوں نے اس شخص کے بارے میں بتایا کہ جو مسجد النور میں ناگوار گفتگو کرتا تھا بشمول امام کے ساتھ، اور مسجد کے اندر اس کی حرکتیں بشمول نماز کے وقت کے دوران ظاہر کرتی تھیں کہ وہ مسجد کا مستقل نمازی نہیں تھا۔

[2] زیادہ تر متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ ایک فرد واحد کیسے بغیر نظروں میں آئے اس درجے کی تیاری اور منصوبہ بندی کی کاروائیاں کر سکتا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ دہشتگرد حملہ کرنے کے لیے اسے دوستوں یا آن لائن گروپوں کی حمایت ضرور حاصل رہی ہو گی۔ انہیں یہ بھی یقین ہے کہ مطلوبہ منصوبہ بندی کی وجہ سے ایک سے زائد افراد دہشتگرد حملے میں ملوث رہے ہوں گے، اور چند لوگوں نے بیان دیا کہ دہشت گرد حملے کے دوران انہوں نے "فرد" کو دوسروں کے ساتھ باتیں کرتے سنا تھا۔

[3] ہمارے ساتھ دہشتگرد حملے کے مجرم "فرد" کے بارے میں بات کرنے والے متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے چند مخصوص سوالات تھے جن کے جوابات وہ رائل کمیشن کی رپورٹ کے ذریعے چاہتے تھے، ان میں شامل تھے:

- کیا اسے دہشتگرد حملہ کرنے کے لئے براہ راست یا بالواسطہ حمایت حاصل تھی؟
- دہشتگرد حملہ کرنے کے لیے تمام اسلحہ اور ضروری ساز و سامان خریدنے کے پیسے اس کے پاس کہاں سے آئے؟
- اس نے اتنا گولا بارود حکام کی نظروں میں آئے بغیر کیسے اکٹھا کر لیا؟
- اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ وہ سفری تنبیہات کے ساتھ ممالک کا دورہ کر چکا تھا، نیوزی لینڈ میں داخلے کے وقت امیگریشن نے اس کی زیادہ باریک بینی سے جانچ پڑتال کیوں نہیں کی؟

- مسجد النور یا لن وڈ اسلامک سنٹر میں داخل ہونے کا 'بہترین وقت' اسے کیسے معلوم ہوا؟

[4] "فرد" کے بارے میں برادریوں کی طرف سے اٹھائے گئے ان اور دوسرے سوالات اور یہ کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیاں اس کے بارے میں کیا جانتی تھیں کا جواب ہماری رپورٹ میں دیا گیا ہے۔

باب 5: متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے تجویز کردہ حل

[1] ہمارا متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے ملاقات کا بنیادی مقصد ان کو سننا تھا۔ ہمارے ساتھ اپنے ذاتی تجربات اور خدشات کا تبادلہ کرنے کے علاوہ کئی ایک نے ان مسائل کے حل کے بارے میں ہمیں اپنی تجاویز بھی پیش کیں۔

[2] ہمیں بتایا گیا کہ کاروائیوں میں، بشمول رائل کمیشن کی تحقیق اور (جیسے کہا جائے گا) "فرد" کے مقدمے کی سماعت، شرکت سے قبل کچھ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو ٹھیک ہونے کے لیے کچھ وقت درکار ہو گا۔ ایسی کاروائیوں کی محدود وقت کی نوعیت کی بنا پر، چند ایک شرکت نہیں کر سکیں گے، حالانکہ یہ ان کی ذاتی بحالی میں ہمت افزائی والا معاملہ تھا۔ ہمارے سامنے پیش کی گئی ایک تجویز یہ تھی یہ ایک طویل مدتی بحالی انصاف کا عمل کل جاری کیا جائے جو محدود مدت کے لیے نہ ہو۔ اس عمل کو متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے جاری پیچیدہ ضروریات کے حل کے لیے ان کے ساتھ مل کر تیار کیا جائے۔ یہ عمل متاثرین کو جوابدہی، شفافیاِی، اپنے تجربات سنانے کا ایک موقع اور بریت تلاش کرنا فراہم کرے گا۔ وقت کی قید نہ ہونے کے ساتھ یہ عمل امداد کے ضرورت مندوں کو اپنی مرضی کے اوقات میں شرکت کے قابل بنائے گا اور اس طرح اور ان کی ذاتی بحالی میں ان کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

[3] ہمیں بتایا گیا کہ دہشتگرد حملے پر ردِعمل بشمول نیوزی لینڈ پولیس اور ہسپتالوں کے ردِعمل کے بارے میں ایک آزادانہ تجزیہ مہیا کرنے کے لیے ایک کرونیئل تحقیق کی جانی چاہیے اور یقین دہانی کی جائے کہ تمام جواب طلب سوالات کے جوابات دیے جائیں۔

[4] ہم نے کچھ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان، اور مسلم برادری ریفرنس گروپ کے ارکان سے ہماری رپورٹ کے ردِعمل میں کی گئی تبدیلیوں اور ہماری تجاویز پر عملدرامد کے سلسلے میں حکومت اور سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کی طرف سے شفافیت کی اہمیت کے بارے میں سنا۔ ہمیں کہا گیا کہ ہماری رپورٹ پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی خاطر حکومت اور سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کو ذمہ دار ٹھہرانے کے لئے صرف برادریوں کو اکیلا نہ چھوڑ دیا جائے۔ مثال کے طور پر کچھ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے تجویز دی کہ پائیک ریور ری انٹری کے لیے ذمہ دار وزیر کی طرح، متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان اور رائل کمیشن کی تجاویز پر عمل درآمد کے لئے ایک وزیر کو ذمہ دار بنایا جائے، اور سرکاری شعبے کی تمام متعلقہ ایجنسیاں اس وزیر کو جوابدہ ہوں۔

مسجد پر اضافی سیکورٹی

[5] کچھ لوگوں نے مسجد النور اور لن وڈ اسلامک سنٹر اور مسلمانوں کے اجتماع کے مقامات پر سیکورٹی بڑھانے کی بات کی۔ سیکورٹی کے لیے تجویز کردہ حل میں نیوزی لینڈ پولیس کی موجودگی برقرار رکھنا، مسجد میں داخلے کے مقامات کو کھلا نہ رکھنا، سیکورٹی کیمرے لگانا اور دوسرے سیکورٹی اقدامات شامل تھے۔ اس کا بندوبست حکومت کو کرنا ہو گا۔ ہمیں یہ تجویز بھی دی گئی کہ صرف مسجد ہی نہیں بلکہ عبادت کے تمام مذہبی مقامات کی سیکورٹی کو بہتر بنایا جائے۔

انسانی حقوق، تنوع کو قبول کرنا اور نقصان دہ انتہا پسندی کے اثرات کو کم کرنا

[6] تقریباً ہر وہ شخص جس کے ساتھ ہم نے ملاقات کی اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ نسل پرستی اور تعصب سے نمٹنے کے نتیجے میں نیوزی لینڈ زیادہ محفوظ ہو گا اور مستقبل میں دہشتگرد حملے کی روک تھام میں مددگار ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ نسل پرستی کو ختم کرنے کی کنجی پورے نیوزی لینڈ کے معاشرے میں آگاہی بڑھانے میں ہے۔

اس نفرت کی جڑوں کو ہلانا ہو گا۔ نسل پرستی کو میڈیا کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے اور پرامن پیغامات کو اجاگر کرنا ہو گا۔

[7] چند لوگوں نے مشورہ دیا کہ نیوزی لینڈ میں نفرت انگیز جرائم اور نفرت انگیز تقاریر کے لیے سخت سزائیں رکھی جائیں۔ کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ انسانی حقوق کے ایکٹ 1993 میں نفرت انگیز تقریر کی تعریف کو وسیع کر کے مذہبی بنیادوں پر لوگوں کے خلاف دشمنی کو اس میں شامل کیا جائے۔

[8] ان لوگوں نے ہمیں بتایا کہ کو مختلف ثقافتوں اور مذاہب، اور نیوزی لینڈ کے معاشرے میں تنوع کی اہمیت کے بارے میں دوسرے لوگوں کو تعلیم کیسے دی جائے۔ ان خیالات میں شامل تھے:

- نسل پرستی کے واقعات کو کیسے رپورٹ کیا جائے، اس کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔
- نسل پرستی مخالف مہمات۔
- مختلف ثقافتوں اور مذاہب پر عوامی آگاہی مہمات۔
- اساتذہ کی تربیت کو وسیع کرنا اور اسکول کے نصاب میں مختلف ثقافتوں اور مذاہب کی تعلیم کو شامل کرنا۔
- تمام نیوزی لینڈ کی مساجد کو برادری کی تقاریب منعقد کرنے کی دعوت دینا۔

- لوکل اتھارٹی مخصوص مسلم مواقع جیسا کہ عید منانے کے لیے عوامی تقریب کی کفالت اور انتظام کرے، جیسا کہ دوسری ثقافتی تقاریب مثلاً متاریکی، چینی نیا سال اور دیوالی منانے کے لئے کئی ایک کرتے ہیں۔
- مسلم برادری کے رہنماؤں کو اسلام پر ایک عوامی مذاکرہ کروانے اور بین المذاہب گفتگو میں زیادہ شمولیت کے لئے دعوت دینا۔

اس نفرت کی جڑوں کو ہلانا ہو گا۔
نسل پرستی کو میڈیا
کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے۔
پرامن پیغامات بھیجے جائیں۔

متاثرہ خاندان کا رکن

نیوزی لینڈ کے قومی سیکورٹی نظام میں بہتری

[9] ہم جن لوگوں سے ملے ان میں سے چند نے نیوزی لینڈ کے قومی سیکورٹی نظام میں بہتری تجویز کی۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ سیکورٹی ایجنسیوں کو زیادہ فعال ہونا چاہیے۔ انہوں نے خصوصی طور پر یہ مشورہ دیا کہ سیکورٹی ایجنسیوں کو سوشل میڈیا پر مسلم مخالف، انتہائی دائیں بازو، اور کمزور برادریوں کو دوسرے خطرات پر نگرانی بڑھانی چاہیے، اور انہیں آن لائن افراد کو زیادہ سنجیدگی سے لینا چاہیے۔

روحانی مقاصد اور اسلامی عقیدے کے فلسفے کے بارے میں غلط فہمیاں اور ڈر عرصہ دراز سے موجود رہا ہے۔ یہ پرامن اور ثقافتی طور پر متنوع معاشروں میں، جہاں اسلام ایک اقلیتی مذہب ہے، غلط فہمیاں بھیلا رہا ہے۔ ایسی غلط فہمیوں نے سفید فام بالا دست انتہا پسندوں کے ہاتھوں میں حملوں کی نظریاتی بنیادیں تشکیل دیں۔ لہذا یہ انتہائی اہم ہے کہ ایسی غلط فہمیوں اور اس نقطہ نظر کو بڑھانے کی اجازت نہ دی جائے۔

[10] کچھ لوگوں نے نیوزی لینڈ کی انٹیلیجنس برادری کے عملے کی مزید تربیت کا مشورہ دیا تھا کہ بڑھتے ہوئے خطروں کو جلدی پہچانا جا سکے۔

[11] ہمیں بتایا گیا کہ سرکاری شعبے کی ایجنسیوں کو مناسب مہارت، بشمول ثقافتی مہارت، بھرتی اور پروان چڑھانا چاہیے تا کہ وہ سمجھ سکیں:

- صدمے سے دوچار لوگوں اور برادریوں کو درپیش مسائل اور بحالی کی ضروریات۔
- صدمے سے دوچار لوگوں اور برادریوں کے ساتھ کام کرنے والے لوگوں کو پیش آنے والے ممکنہ مسائل اور ترجمانی اور ترجمہ کی سہولت کی دستیابی یقینی بنانے کی ضرورت۔
- دہشتگردی کا شکار ہونے والے لوگ معلومات کو کیسے وصول کریں اور اسے سمجھیں گے۔

سہارا دینے والی ایجنسیوں کے لیے یہ سمجھنا اہم ہے کہ جب متاثرین جذباتی پریشانی محسوس کر رہے ہوں تو ان کے لیے معلومات کو سمجھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ صدمہ کئی انداز میں معلومات کو سمجھنے کی اہلیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

- کمزور برادریوں کے ساتھ اعتماد پر مبنی، باہمی تعاون کے ساتھ تعلقات کیسے استوار کیے جائیں۔

متاثرہ برادریوں کی بات کو غور سے سننا، سہارا دینا اور مناسب انداز میں شمولیت انتہائی اہم ہیں - یہ تینوں لازم و ملزوم ہیں - اور اس کے نتیجے میں انہیں مناسب خدمات اور سہارا دینے کے قابل بننا۔

- برادری کی شمولیت کی کاروائیوں کے لیے نفسیاتی بحالی کی ضروریات کی حمایت۔

ایک نمائشی اور غیر فعال تعلقات رکھنے کی بجائے پولیس سے استدعا ہے کہ برادری کے ساتھ دیکھ بھال اور نگرانی کے حقیقی تعلقات استوار کرنے میں فعال ہو، اور برادری کی ضروریات اور حفاظت کے لیے زیادہ چوکنا رہے۔

[12] ہمیں بحالی کا ایک انسان پر مبنی (بالخصوص زندہ بچ جانے والے کی بہبود پر مرکوز) طریقہ اختیار کرنے کی اہمیت کے بارے میں بتایا گیا۔ اس کا ایک اہم جزو یہ ہے کہ زندہ بچ جانے والوں کو شنوائی کے لیے مواقع اور جگہ فراہم کی جائے، اور یہ کہ طویل مدتی حل کی تیاری میں انہیں شامل کیا جائے۔

متاثرین کی آوازوں کو بلند کرنا سب سے اہم ہے۔ متاثرین کے پاس سنجیدہ جذبات کے ساتھ بنیادی مسائل کے حل کے لیے خیالات بھی ہیں لیکن ان خیالات کی شنوائی کے لیے انہیں مشکل پیش آتی ہے۔

[13] ہمیں بتایا گیا کہ لوگوں کے مطابق مسئلہ حل کرنے اور حل تلاش کرنے پر زیادہ مرکوز ہو گا اور فطری طور پر مستقبل پر نظر رکھنے والا ہے۔ اس کا متبادل، نظام پر مبنی طریقہ جس کا متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے تجربہ کیا ان لوگوں جنہیں اسے سہارا دینا چاہیے کی ضروریات پر توجہ دینے کی بجائے خطرے یا مسائل پر رد عمل پر مرکوز تھا۔

[14] یہ بھی تجویز دی گئی کہ، اپنی تیار رہنے کی منصوبہ بندی کے حصے کے طور پر، سرکاری شعبے کی ایجنسیاں برادریوں کی طویل مدتی بحالی کی ضروریات کے لیے منصوبہ بنائیں، اور یہ منصوبے لچکدار اور موافق ہوں۔ مثال کے طور پر زندہ بچ جانے والے کی تعریف کو اس واقعے کی نوعیت کی بنیاد پر تبدیل کیے جانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے جس سے برادریاں بحال ہو رہی ہیں۔ اسی طرح مختلف برادریاں خاندان کی مختلف طریقوں سے درجہ بند کرتی ہیں اور اسے مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

باب 6: متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کی طرف سے اٹھائے گئے دوسرے معاملات

[1] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ملاقاتوں کے لیے ہم نے جو طریقہ اختیار کیا، خاص طور پر جس طرح انہوں نے ملاقاتیں کیں اور جو وہ چاہتے تھے اس بارے میں ہمارے ساتھ گفتگو کی، اس کے نتیجے میں ایسے معاملات پر ہمیں کئی لوگوں کے خیالات اور نظریات فراہم ہوئے جو ہمارے دائرہ کار سے باہر تھے۔

[2] جیسا کہ اس دستاویز میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ہمارے دائرہ کار کی شرائط ہم سے نیوزی لینڈ کی عوام کو یقین دہانی فراہم کرنے کا تقاضا کرتی ہیں۔ لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ ان تمام مسائل کو ضبط تحریر لانا اہم ہے جو ان متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے لئے قابل ذکر تھے جن کے ساتھ ہم نے ملاقات کی۔

دہشتگرد حملے پر نیوزی لینڈ پولیس کا ردِعمل

[3] ہم نے دہشتگرد حملے پر ردِعمل کے بارے میں کئی لوگوں سے سنا، بشمول ان مشاہدات کے کہ دہشتگرد حملے سے نمٹنے کے لیے ہم کیسے تیار تھے۔ یہ وہ مسئلہ تھا جو متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ہماری ملاقاتوں کے دوران بار بار اٹھایا جاتا رہا۔

[4] ہم جن لوگوں سے ملے انہوں نے نیوزی لینڈ پولیس کے مسجد النور کے اندر پہنچنے اور ہنگامی طبی خدمات کو جائے وقوعہ پر اندر جانے کی اجازت دینے کے لیے اتنا زیادہ وقت لینے پر غصے، غم، مایوسی اور تشویش کا اظہار کیا۔ ہم جن لوگوں سے ملے ان میں سے تقریباً سب نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر زخمیوں کو طبی امداد جلد موصول ہو جاتی تو زیادہ جانیں بچائی جا سکتی تھیں۔

یہ احساس پایا جاتا ہے کہ برادری کے ارکان کی جانب سے الجھن سے بچنے کے لیے صاف اور واضح ہدایات پہنچانے کی کوشش کے باوجود پولیس نے مناسب اور موزوں ردِعمل دکھانے میں حیرت انگیز نااہلی دکھائی۔

[5] اس بارے میں ہم نے جن لوگوں سے سنا وہ اس بات پر بھی مایوس تھے کہ نیوزی لینڈ پولیس نے مسلم برادری کی دیگر مساجد اور اجتماعات کی جگہوں کی حفاظت میں پھرتی نہیں دکھائی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر نیوزی لینڈ پولیس لن وڈ اسلامک سینٹر پر تیزی سے پہنچ جاتی تو زندگیوں کو بچایا جا سکتا تھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ چند متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان اپنے تجربات کا ان ملکوں میں ہوئی ملتی جلتی صورتوں یا اسلحہ کی وارداتوں کے تجربات موازنہ کر رہے ہیں جہاں سے وہ نیوزی لینڈ آئے تھے، جہاں ایجنسیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے:

...صورتحال کی عجلت کے بارے میں انتہائی زیادہ پھرتیلی اور فعال۔

[6] ہمیں 8 نومبر 2020 کو ہونے والی متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ہماری ملاقات کے دوران بتایا گیا کہ دہشت گرد حملے پر نیوزی لینڈ پولیس اور ہسپتالوں کے ردِعمل کے بارے میں ان کے سوالات بدستور جواب طلب ہیں۔

[7] کئی متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان نے بتایا کہ گزشتہ پولیس کمشنر، مائیک بش، نے دہشتگرد حملے پر نیوزی لینڈ پولیس کے ردِعمل پر ایک آزاد جائزے کا اعلان کیا تھا۔ کئی متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان مایوسی محسوس کر رہے تھے کیونکہ اس جائزے کے نتائج کو عوام میں پیش نہیں کیا گیا جو کہ اب تک ہو جانا چاہیے تھا۔

کچھ متاثرہ خاندان، زندہ بچ جانے والے اور گواہان محسوس کرتے تھے کہ اس کے نتیجے میں نیوزی لینڈ پولیس پر ان کا اعتماد اور بھروسہ مزید کم ہوا۔ کچھ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کو شک تھا کہ اس جائزے میں کئی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے بارے میں نیوزی لینڈ پولیس شفاف نہیں بنتا ہے۔

فوجداری نظام انصاف کے ساتھ "فرد" کے معاملات

[8] ہم نے جن لوگوں کو سنا ان میں سے چند کو تشویش ہے کر نیوزی لینڈ میں قید خانے کے حالات کسی فرد کے لئے اتنے سخت نہیں ہیں۔ چند ایک لوگوں نے کہا کہ دہشتگرد حملے میں ملوث کسی بھی شخص کے لئے مناسب سزا موت ہونی چاہیے۔

[9] چند لوگوں نے تشویش اور مایوسی کا اظہار کیا کہ قیدی اپنے ہم خیال لوگوں کو خطوط بھیجنے کے قابل ہے۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ ایسا ہونے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے اور اصلاحات کے محکمے سے جوابدہی کا تقاضا کیا۔ ہم نے قید میں موجود انتہا پسندوں کو اپنے نقصان دہ نظریات کو پھیلانے سے روکنے کی ضرورت کے بارے میں سنا۔

ضمیمہ: اس دستاویز کی تیاری کا عمل

[1] متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ملنے کے عمل کے دوران، ملاقاتوں، گزارشات اور دیگر ذرائع سے ہمیں بہت معلومات موصول ہوئی ہیں۔ متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے ساتھ ملاقاتیں تنہائی میں کی گئیں لیکن رائل کمیشن نے ملاقات کنندہ کی اجازت کے ساتھ نوٹس لکھے تاکہ ہم نے جو سنا اسے محفوظ کیا جا سکے۔

[2] ہم نے اپنے نوٹس اور متاثرہ خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان سے موصول ہونے والے دیگر مواد کو یکجا کیا تاکہ مشترک موضوعات اور نکات کی شناخت کی جا سکے۔ اس نے ہمیں مخصوص لوگوں کے عین تجربات لکھ دینے کی بجائے ان کے ساتھ ہمارے میل جول کی نجی نوعیت کا احترام کرتے ہوئے کہانیوں، تجربات اور مشاہدات کو عمومی انداز میں بیان کرنے کے قابل بنایا۔ جہاں اقوال شامل کیے گئے، ان کے استعمال کے لیے ہم نے اجازت طلب اور حاصل کی۔

[3] یہ دستاویز دہشتگرد حملے میں سب سے زیادہ متاثرہ لوگوں کی کہانیوں، تجربات اور مشاہدات پر تبصرہ یا ان سے نتائج اخذ نہیں کرتی۔ نہ ہی یہ ایک نظریے کو دوسرے پر فوقیت دیتی ہے۔ اس کی بجائے اس دستاویز کا مقصد دہشتگرد حملے کے 51 شہداء کے خاندانوں، زندہ بچ جانے والوں اور گواہان کے خاندانوں کی آوازوں کو سننا تھا۔ یہ آوازیں شنوائی کا حق رکھتی ہیں۔

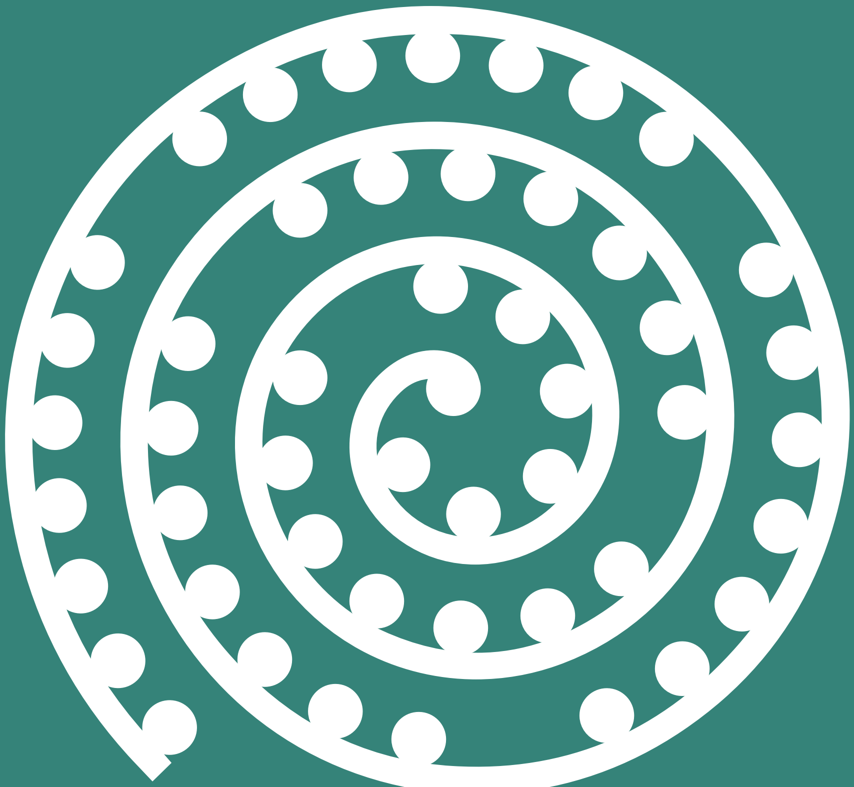

ہمارا نشان، کورو (the koru)
ہمیشہ قائم اور دائم رہنے والے
نیوزی لینڈ (Aotearoa)اوٹیاروا
سے متاثر ہے۔
انفورلنگ فرن فرونڈ(The un furling fern frond)
امن ، سکون ، ترقی ، مثبت تبدیلی
اور بیداری کا نمائندہ ہے۔ امن کا یہ پہلو
بنیادی طور پر دین اسلام کے معنی میں بھی پنہاں ہے۔
ہم اس انتہائی قیمتی خزانے(taonga)
اور وہ سفر جو نیوزی لینڈ کو
ایک محفوظ زیادہ جامع معاشرے بننے کے لئے
آگے درپیش ہے کو ایک دوسرے کے ساتھ دیکھتے ہیں۔
کا سات گروپوں کے ساتھ(the koru) کورو
سات انفورلنگ فرونڈ (un furling frond)
کا ڈیزائن یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ
15 مارچ 2019 کو اسلامی قمری کیلنڈر کے مطابق
رجب 1440 تھا جو کہ 7
ساتویں اسلامی مہینے کا ساتواں دن ہے۔